صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 11 جون 2012ء بمطابق 20 رجب 1433 ہجری بعد از دوپہر پانچ بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

لَّيۡسَ ٱلۡبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ وَلَـٰكِنَّ ٱلۡبِرَّ مَنۡ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأَخِرِ وَٱلۡمَلَـٰٓئِكَةِ وَٱلۡكِتَـٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ وَءَاتَى ٱلۡمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ ذَوِى ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَـٰمَىٰ وَٱلۡمَسَـٰكِينَ وَٱبۡنَ ٱلسَّبِيلِ وَٱلسَّآئِلِينَ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلۡمُوفُونَ بِعَهۡدِهِمۡ إِذَا عَـٰهَدُواْ ۖ وَٱلصَّـٰبِرِينَ فِى ٱلۡبَأۡسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَحِينَ ٱلۡبَأۡسِ ۗ أُوْلَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُواْ ۖ وَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُتَّقُونَ۔

(ترجمہ): یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اسکی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کر لیں اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ان معزز اراکین نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں: جن میں جناب تاج محمد خان ترند صاحب 11-06-2012 تا اختتام اجلاس؛ جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب 11-06-2012 تا اختتام اجلاس؛ جناب قیصر ولی خان 11-06-2012 تا 26-06-2012 کیلئے؛ یاسمین نازلی جسیم صاحبہ 11-06-2012 کیلئے؛ واجد علی خان 11-06-2012 کیلئے؛ وجیہہ الزمان خان 11-06-2012 کیلئے؛ محمد رشاد خان 11-06-2012 کیلئے؛ سید مرید کاظم شاہ صاحب 11.06 2012 کیلئے؛ جناب سکندر عرفان صاحب 11.06 2012 کیلئے؛ جناب سجاد اللہ صاحب 11-06-2012 کیلئے؛ جناب محمد انور خان 11-06-2012 تا 14 06 2012 کیلئے۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 13-2012 پر عام بحث

جناب سپیکر: معزز اراکین اسمبلی! میں نے صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا کے قواعد وانضباط وطریقہ کار، مجریہ 1988 کے قاعدہ 142 کے ذیلی قاعدہ (3) کے تحت بجٹ پر بحث کیلئے لیڈر آف دی اپوزیشن کیلئے 30 منٹ، پارلیمانی لیڈرز کیلئے 15 منٹ اور دیگر تمام اراکین کیلئے 10 منٹ کا وقت مقرر کیا ہے لہذا آپ مقررہ وقت کے اندر بجٹ کے حوالے سے جائزہ پیش کرکے اپنی تجاویز سے آگاہ کریں، نیز Repetition سے گریز بھی کریں تاکہ ایوان کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو، شکریہ جی۔ میں دعوت دیتا ہوں جناب اکرم خان درانی صاحب، لیڈر آف دی اپوزیشن کو کہ وہ بجٹ پہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ جناب لیڈر آف دی اپوزیشن۔

(تالیاں)

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): محترم سپیکر صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر سپیچ کی اجازت دی، جس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ اس ملک پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جمہوریت کا ایک تسلسل جو کہ عوام آئین کے مطابق اپنے ممبران اسمبلی کو ایک وقت دیتے ہیں، شکر ہے کہ اس ملک میں ابھی چار بجٹ ہوئے، یہ پانچواں بجٹ بھی پیش کیا جارہا ہے تو اس سے لگتا ہے کہ اس ملک میں انشاء اللہ جمہوریت مضبوطی کی طرف جارہی ہے جو کہ ایک نیک شگون ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ

یہ اختیار جو عوام اپنے نمائندوں کو آئین کے تحت دیتے ہیں، اس میں کسی کا بھی یہ اختیار نہیں ہے، نہ کسی ڈکٹیٹر کا، نہ کسی اور ادارے کا کہ وہ دو سال یا تین سال کے درمیان اپنا فرمان جاری کر کے اور اس معزز ایوان کے بڑے عزتدار لوگوں کو رخصت کر کے اپنے گھروں کو بھیج دیں لیکن ہمیں بھی یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ہم بھی ایسا طرز عمل اختیار کریں کہ دنیا بھی دیکھے، عوام بھی دیکھیں کہ واقعی یہ ایوان جو ہے، یہ ہمارے لئے بھی مخلص ہے اور ہماری جو بنیادی تکالیف ہیں، ان کو بھی علم ہے اور یہ اس کیلئے اپنا ایک آئیڈیا اور ذہن بھی رکھتے ہیں تو اس کیلئے ہم پر ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہم آپ کے فرمان کے مطابق جو وقت مقرر ہوتا ہے، اس کا خیال رکھیں کیونکہ پھر میڈیا والے بھی لکھ دیتے ہیں کہ پانچ بجے ٹائم تھا اور پونے چھ ہو گئے اور ہم تو یقیناً ساڑھے چار بجے حاضر ہوئے تھے لیکن ضرورت کبھی کبھی پیش آتی ہے، ہم تو گھنٹی بجنے کے انتظار میں تھے لیکن گھنٹی نہیں بج رہی تھی اور ہم بڑے آرام سے ادھر بیٹھے تھے تو میرے خیال میں اس سے پورے ملک کا اور صوبے کا ایک قیمتی وقت، کہ ہمیں لوگوں نے بھیجا ہے لیکن اگر آپ گنتی کر لیں تو مجھے اندازہ نہیں ہے کہ ان ممبران اسمبلی کی کیوں دلچسپی نہیں ہے؟ اپنے بجٹ کے ساتھ اپنی حکومت کے اندر انکے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ آئیں اور یہاں پر کم از کم دیکھیں کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے، بجٹ کے حوالے سے کیا ہو گا، میرے حلقے کا کیا ہے، میں اپنے حلقے کے لوگوں کو کیا لے کر جاؤنگا اور میں یہاں پر گورنمنٹ کے سامنے کیا گزاراشات پیش کرونگا؟ یہ وہ ایک بات جو آپ کے سامنے میں رکھ رہا ہوں اور اس معزز ایوان کے سامنے رکھ رہا ہوں، یہ جو تسلسل کی میں نے بات کی، اس کی ہم خود نفی کر رہے ہیں کہ ابھی ہم تنگ آ چکے ہیں یا ہمارے پاس اس کیلئے ٹائم نہیں یا کسی اور جگہ ہماری ضروریات جو اس سے اہم ہیں تو میری آپ سے التجاء ہو گی کہ بجٹ سیشن میں یہ ٹائم بھی ٹھیک ٹھاک ہو، چونکہ پھر نماز کا وقت آ جاتا ہے اور پھر جلدی جلدی آپ کی بھی مجبوری ہو جاتی ہے، دس منٹ پورے نہیں ہوتے اور آپ ممبر کو کہتے ہیں کہ جلدی کرو آپ کا وقت ختم ہونے والا ہے۔ باقی جی، یہاں پر ہمارے انتہائی خوش اخلاق اور جو ہمارے ہمایون خان منسٹر ہیں، انہوں نے بڑے اچھے انداز میں بجٹ پیش کیا اور اس صوبے کی اپنی جو روایات ہیں، اس پختون کلچر کی جو روایات ہیں، ہم نے اپنے آباؤاجداد سے سیکھا ہے کہ اس صوبے کی اپنی روایات ہیں، دوسرے صوبے کی کچھ اور ہونگی، ایک دوسرے کا ہم احترام بھی کرتے ہیں اور احترام سے ایک دوسرے کو سنتے بھی ہیں۔ اپوزیشن نے بھی اس کو (میڈیا) میرے خیال میں اتنا حوصلہ دیا کہ شاید کچھ اخبارات نے یہ بھی لکھا کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ اپوزیشن تتر بتر ہوئی ہے، وہ اکٹھی نہیں ہے اور درانی

صاحب بھی اس طرح چلے گئے کہ اس نے کوئی بات بھی نہیں کی، وہ میرے بارے میں چونکہ یہاں پر صوبے میں ہمارا ایک اخبار ہے، یہ اس صوبے کا بہترین اثاثہ تھا لیکن یہ ایک گھر کو منتقل ہوا 'مشرق' اخبار اور وہ صوبے کا نہیں ہے بلکہ ملک کا اخبار نہیں ہے، ایک گھر کا اخبار ہے اور جو بھی لکھے ہمارے بارے میں، کسی کے بارے میں، وہ میرے خیال میں اس کو اجازت ہے جس طریقے سے بھی کچھ لکھے تو یہ بھی اچھی بات ہے کہ اس انداز میں بھی یہ-----

<u>جناب سپیکر:</u> اکرم خان درانی صاحب! یہ میڈیا کے کچھ دوست وہ چسکے مانگتے ہیں جو پنجاب اسمبلی میں ان کو دیکھنے کو ملتے ہیں، آپ لوگوں نے نہیں دیئے تو وہ تو لکھنا تھے۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> نہیں جی، ہم بھی اخبارات بڑے غور سے دیکھتے ہیں، اصلاح کی بات بھی دیکھتے ہیں اور دوسری باتیں بھی سمجھتے ہیں، ہم بھی پرانے لوگ ہیں، عادی ہو گئے ہیں سب چیزوں کے ساتھ اور ہمیں تھوڑا سا آئیڈیا ہوتا ہے کہ نیت کیا ہے اور کس نیت سے آدمی کام کر رہا ہے؟ بہر حال ہونی چاہیئے اصلاح بھی۔ اس ہاؤس میں دو ہی اہم عہدے ہیں، ایک ہے ہمارا انتہائی قابل قدر قائد ایوان جو کہ آئین اور قانون کے مطابق اس کا بڑا، اس صوبے کی میرے خیال میں یہ کرسی جو ہے، بہت محترم ہے لیکن اس کے سامنے جو کرسی ہوتی ہے یہ بھی انتہائی اہم ہے، یہ کبھی آدمی ادھر آتا ہے، کبھی ادھر جاتا ہے، یہ تو ہوتا رہتا ہے۔ میڈیا کو بھی یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر قائد ایوان بھی اس کے پیچھے جائیں اور حزب اختلاف کا لیڈر بھی اس کے پیچھے جائیں، روایات اس طرح ہیں کہ ان عہدوں کے پیچھے پھر میڈیا والے آتے ہیں اور میرے کمرے میں کچھ میڈیا والے جو شدت سے میرا انتظار کر رہے تھے، وہ آ بھی گئے، چینل والے بھی اور اخبار والے بھی، بہر حال ہم جو بھی بات کرتے ہیں، اخلاص نیت سے کرتے ہیں۔ یہاں پر یہ پہلا بجٹ میں نے دیکھا ہے جو ہمایون خان نے پیش کیا، میری زندگی کا چونکہ سفر بیچ میں لمبا ہے اور میں نے اپنی Life میں اور اپنی زندگی میں اس سفر میں اس طرح بجٹ نہیں دیکھا کہ اس میں 29 ارب 62 کروڑ روپے نظر ثانی شدہ ہوں تو ہم جب پچھلے بجٹ سے اندازہ لگاتے ہیں اور ہم دیکھے ہیں کہ یہی ہمارا منسٹر صاحب اور اسی حکومت نے ہمیں ایک معقول بجٹ پیش کیا تھا، متوازن اور وہ بھی بڑی اپنی پلاننگ کر کے اور فنانس کے لوگ بڑی محنت کر کے یہ اخراجات اور سب تخمینہ مکمل کر کے، ان کو ادراک ہوتا ہے قدرتی آفات کا بھی، کیونکہ یہ پہلی بار تو نہیں ہے، سیلاب بھی آتے ہیں، برفباری بھی ہوتی ہے اور اس قسم کے کچھ حالات بھی ہوتے ہیں۔ ہمارا صوبہ چار سال سے اس دہشت گردی کا شکار ہے تو ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ جو ہمارے سینئیر لوگ ہیں، وہ

پہلے سے بجٹ کو اس انداز میں دیکھیں کہ کل دوبارہ 29 ارب روپے، تو جی 29 ارب کبھی کبھی ہمارا پورا بجٹ ہوتا تھا، یہاں پر جو ڈویلپمنٹ کا بجٹ ہوتا تھا، تو ابھی 29 ارب روپے کا بجٹ ہم نظر ثانی، دوبارہ دیکھ رہے ہیں۔ تو مجھے اس بجٹ پہ بھی یقین نہیں ہے اور نہ مجھے اس پہ اعتماد ہو سکتا ہے کہ جو اعداد و شمار ہیں، پچھلے کے اگر غلط ہوئے تو یقیناً جو دوسرا، آخری سال ہے، اس کا بھی مجھے تو یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ بھی اسی طرح کاغذوں کا ہیر پھیر، اعداد و شمار کی بات ہو گی، درمیان میں کچھ نہیں ہو گا۔ دوسرا یہ ہے کہ اس نے بڑے اچھے انداز میں بات کی دو چیزوں کی اور ہم خود بھی پختون ہیں، پختون پر فخر بھی کرتے ہیں اور پختون کی جو بات ہے کہ ساتھ بھی دیا ہے اور مرتے دم تک ساتھ بھی دیں گے، ان شاء اللہ۔ اس میں اس نے کہا کہ 'خپلہ خاورہ خپل اختیار' ہمیں مل گیا، ہم بڑے خوش ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ اختیار ابھی ہم استعمال نہیں کر سکے اور جو اختیار ہم نے لیا، دوبارہ وفاقی حکومت کو ہم نے لکھا کہ وہ اختیار آپ واپس لے لیں کیونکہ ہمارے پاس اس اختیار کا کوئی انتظام نہیں ہے اور وہ اختیار Capacity کی بات ہو یا میرے خیال میں جو بھی آپ اس کو نام دیں، اسلحے کے، ممنوعہ بور کے لائسنس ہمیں دیئے گئے جو کہ سب کی ضرورت ہے، دہشت گردی کا صوبہ ہے، یہاں پر کوئی معزز آدمی گھر سے جب نکلتا ہے، اس کیلئے تکلیف ہے، ممبران اسمبلی خود بھی تکلیف میں ہیں، ان کے حلقے کے لوگ بھی تکلیف میں ہیں اور 18th amendment کے بعد ہمیں یہ اختیار مل گیا لیکن یہاں پر جب ارشد عبداللہ صاحب کو میں نے دیکھا اور اس نے کہا کہ ہم نے خط لکھا ہے کہ یہ اختیار ہم استعمال نہیں کر سکتے اور یہ اختیار آپ واپس کریں، اس اختیار کے واپس کرنے پہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ کے لوگوں کے کیا نقصانات ہیں، اس اختیار سے آپ کے صوبے کے لوگ جو ہیں، وہ اسلام آباد جاتے ہیں اور یقین جانیئے 80 ہزار، 90 ہزار اور ایک لاکھ پہ کلاشنکوف کا لائسنس اسلام آباد سے نکلتا ہے اور آپ نے یہاں پر جو پانچ کا اختیار سال میں دیا تھا کہ آپ بھی Recommendation کر سکتے ہیں، مجھے ایک بھی لائسنس آج تک نہیں ملا ہے لیکن میرا ووٹر جب جاتا ہے، جب میرا ووٹر جاتا ہے مجھ سے ناراض ہو کر، پھر واپس آتا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ جی آپ نے تو نہیں کیا، یہ لائسنس دیکھو یہ میں نے کیا ہے۔ میں نے کہا بیٹا، آپ نے کسطرح کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے جی ایک لاکھ دیئے، دوسرا کہتا ہے کہ میں نے 90 ہزار دیئے، تیسرا کہتا ہے کہ میرا کوئی جاننے والا تھا 80 ہزار دیئے تو میں بڑے ادب کے ساتھ کہ اس اختیار پہ خوش بھی ہوں اور یہ اختیار میں اپنی گورنمنٹ کو صرف ایک درخواست اور التجاء کی صورت میں پیش کرتا ہوں کہ ہمارا جو اسلام آباد خون چوس رہا ہے، وہی زیادہ

ہے، اس کے علاوہ پختونوں کا خون چوسنے نہ دو اور یہاں پر جو ہمارے لوگ جاتے ہیں بیچارے اور وہاں پر جب ہوٹلوں میں وہ ایک لائسنس کیلئے رہتے ہیں، رہائش اختیار کرتے ہیں، تقریباً 50 ہزار روپے ان لوگوں کے اور بھی اس پر لگتے ہیں، تو یہ ارشد عبداللہ صاحب نے خط لکھا ہے اور چیف صاحب کو میں درخواست پیش کرتا ہوں اس پورے معزز ایوان کی طرف سے، یہ میرے خیال میں سب لوگوں کی ڈیمانڈ ہو گی کہ یہ اختیار ہم اپنا استعمال کریں (تالیاں) اور دوسرا جی میں نے کہا کہ ہم خود بھی پختون ہیں اور پختونخوا کیلئے ہم نے جدوجہد بھی کی ہے اور کرتے رہیں گے اور ساتھ بھی دیا ہے اور یہ سب سیاسی پارٹیوں کے اس اشتراک کی وجہ سے، اس میں یہاں پر جتنی بھی پارٹیاں ہیں، انہوں نے اس میں اپنا حصہ ڈالا ہے اور ہم چاہتے بھی ہیں لیکن تھوڑا سا افسوس ہے کہ ہم تو چاہتے تھے خیبر پختونخوا لیکن اس کے ساتھ، ہم تو پختونخوا چاہتے تھے لیکن اس کے ساتھ ایک اضافی ایسا نام لکھ دیا کہ آج میں جو KPK دیکھ رہا ہوں تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے KPK پہ، پہلے تو میں خود بھی نہیں سمجھتا تھا، پھر کسی سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ اور مجھے یہاں پر الیکشن کمیشن کی جو کتاب دی گئی ہے پرسوں، اس میں خیبر پختونخوا نہیں ہے، اس میں NWFP آج بھی لکھا گیا ہے، ایک ہفتہ میرے ٹیبل پر پڑی تھی اور مجھے بڑا دکھ ہے کہ ہمارے ساتھ یہ لوگ کیوں اس انداز سے کام کرتے ہیں؟ نہ آئین کا احترام کرتے ہیں، نہ ملک کے وقار کا احترام کرتے ہیں، نہ صوبے کا کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ اس سے ہمارے کچھ بھائی بہت زیادہ ناراض ہو گئے اور اس حد تک کہ کچھ لوگوں نے خون بھی دیا، وہاں پر قربانیاں بھی دیں، اگر وہاں پر خیبر کا ضرور لکھنا تھا تو کیوں نہ ہزارہ پختونخوا وہ لکھتے کہ یہاں پر یہ ہماری نفرت پیدا نہ ہوتی، (تالیاں) ہم آپس میں جھگڑا نہ کرتے، ہم اس کو آپس میں بڑے اچھے انداز سے لیتے اور جو نفرتیں ہم کم کرنا چاہتے ہیں، ہم چاہتے تھے کہ اگر خیبر لکھا جاتا تھا تو پھر اس کے سامنے ہزارہ بھی لکھنا کوئی اتنا جرم نہیں تھا، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، ہمارے گھر کے لوگ ہیں، ایک ہی گھر میں ہم رہتے ہیں تو آج جو نفرتیں ہیں، اس دہشت گردی کے وقت میں ہم کم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے تو کوئی اس طرح زیادہ فائدہ نہیں کیا لیکن نفرتیں بہت زیادہ ہو گئیں جو کہ آج بھی میں اس کا قائل ہوں کہ اگر یہ ہزارہ پختونخوا ہو سکتا ہے تو اس پر نظر ثانی کی جائے کہ یہ نفرت ختم ہو جائے۔ (مداخلت) نہیں جی، یہ بہت لمبا ہو گیا، اگر لمبا ہے تو ہم آپس میں، آج تک ہم نے کوئی اسطرح بات نہیں کی، نہ ڈیمانڈ کی ورنہ جس ایریا سے میں تعلق رکھتا ہوں، اس میں سب سے زیادہ گراں ہیں لیکن ہم پاکستانی ہیں، پختونخوا کے میرے خیال میں اس کو سمجھالیں منسٹر صاحب۔۔۔۔

سید عاقل شاہ (وزیر کھیل وسیاحت): جناب سپیکر! یہ تو بجٹ پہ بات ہونی چاہیئے۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: No, no, no interruption, please.

قائد حزب اختلاف: آپ کے پاس تو کافی وقت ہے، میں تو۔۔۔۔۔

وزیر برائے کھیل وسیاحت: جو بات یہ اب کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں شاہ صاحب، تھوڑا سا تحمل کے ساتھ سنیں، خیر ہے لیڈر ہیں۔

قائد حزب اختلاف: میں بجٹ تقریر میں اس کا کبھی بھی ذکر نہ کرتا، اگر بجٹ تقریر میں یہ باتیں نہ آتیں، جب بجٹ تقریر میں آئیں تو مجھے بھی تھوڑا سا حق ہے کہ میں بھی اس پر بات کروں۔ اگر بجٹ میں نہ ہوتیں، اس کا تعلق بجٹ کیساتھ نہ ہوتا تو پھر میں بھی اس پر بات نہ کرتا۔ دوسرا یہ ہے کہ بڑی اہم بات ہے جو کہ میرے خیال میں اس صوبے میں ہم خود بھی جاتے ہیں اور میرے خیال میں کوئی حکومت بھی اس طرح نہیں ہو گی کہ وہ نہیں چاہے گی بلکہ اس کی اپنی سوچ ہوتی ہے، اس صوبے میں جو ہم اپنے پاؤں پر این ایف سی ایوارڈ کے بعد ابھی خود کھڑے ہو سکتے ہیں اور ہم ایک ایسی حالت میں کہ ہم دوسرے صوبوں کے کسی چیز میں بھی محتاج نہ ہوں تو اس کیلئے ہمارے پاس بہت زیادہ وسائل بھی ہیں اور اگر ہم اس کو اچھے انداز میں لیں تو یقین جانیئے آپ دینے والا صوبہ بن جائیں گے، افغانستان کو بھی، دنیا کو بھی اور پنجاب کی آپ کی کوئی مجبوری نہیں ہو گی۔ یہاں پر بجٹ کا اہم حصہ آئل اینڈ گیس سے ہے اور مجھے خوشی ہے کہ یہ 22 ارب 15 کروڑ 75 لاکھ 43 ہزار روپے جو اس بجٹ کا حصہ ہے، یہ آئل اینڈ گیس سے یہاں پر ہمیں مل رہے ہیں اور مجھے یہ بھی خوشی ہے، میرے اس وقت ایم پی اے تھے، آج میرے منسٹر ہیں میاں نثار گل صاحب، یہ ہماری اس گورنمنٹ کی کوششیں تھیں کہ باہر کی کمپنیاں لائے، پوری سیکیورٹی دی، اپنے چیف منسٹر کے دفتر میں اس کا پورا ایک سیل بنا دیا، اکرام پی اینڈ ڈی کا جو ڈپٹی سیکرٹری تھا، اس کے حوالے کیا اور میں خود ہفتے، مہینے میں اس پر کام کرتا رہا، تو آج مجھے بڑی خوشی ہے کہ اس سے ہمیں بہت بڑا حصہ مل رہا ہے اور اس پہ بھی میں نے کچھ تمبا کو اور تیل، گیس پہ اور بجلی پہ پانچ فیصد ان اضلاع کو بھی دیا تھا کہ وہ وہاں پر چونکہ ہمارے ساتھ تعاون بھی کر رہے ہیں اور ان کا حق بھی ہے۔ ابھی مجھے یہ بتایا جائے، کیونکہ یہ لکھتے ہیں کہ ہماری حکومت کے بعد کرک، کوہاٹ میں کوئی نئی کمپنی آئی ہے کہ اس نے کوئی ایگریمنٹ کیا ہو اور اس نے الگ اس کے بعد سروے کیا ہو اور یا ان کی کوششوں سے باہر کی کوئی کمپنی آئی ہو اور کام کر رہی ہو؟ تو اگر ان چار سالوں میں مجھے یہ گورنمنٹ بتا دے کہ انہوں نے کس کمپنی کو لایا، کس طریقے سے اس میں اضافہ ہوا، میں تو آج بھی اس ایوان کے سامنے ان شاء اللہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ 22 ارب پہ نہیں یہ

60ارب پہ جائیں گے کیونکہ یہ تین چار کنویں ابھی کام کر رہے ہیں جس سے موقع پر ابھی تیل اور گیس نکل رہی ہے، ہمارے وقت میں دس کنوؤں پر کام جاری تھا اور وہ Complete ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ یہ 60ارب سے بھی زیادہ آگے جائیں گے۔ میری تجویز یہ ہے گورنمنٹ کو، چونکہ یہ بڑا اہم سبجیکٹ ہے کہ گورنمنٹ بین الاقوامی جو کمپنیاں ہیں ان کو بھی بلائے، دعوت دے کسی ہوٹل میں، میں نے بھی ایک سیمینار اس پر کیا تھا، پورے بین الاقوامی جو لوگ تھے، وہ آئے تھے، کمپنیاں بھی، ہائیڈل پہ بھی، منرلز پر بھی اور کوئلے پر بھی اور تقریباً اس میں میں نے وزیر اعظم صاحب کو بھی بلایا تھا، پہلا اس نے کیا اور سیکنڈ پھر میں نے کیا، پھر گورنر کو بھی بلایا، تین چار دن جاری رہا، تو میں گورنمنٹ کو یہی تجویز دے رہا ہوں کہ وہ اس میں اور بھی سوچ لے اضافے کی اور جو کمپنیاں ابھی اس کیلئے مزید کام کیلئے آ رہی ہیں، ان کے ساتھ رابطہ کرے اور کوشش کرے کہ یہ ہم سو ارب سے بھی زیادہ کر لیں، یہی ایک ہمارے پاس بہترین موقع ہے اور یہ صرف کوہاٹ اور کرک میں نہیں ہے، یہ لکی میں بھی ہے، یہ بنوں میں بھی ہے اور یہ بنوں سے برانڈیل سے لیکر، میں نے ایک ایگریمنٹ بھی کیا تھا، پھر حالات خراب ہوئے تلو کمپنی کے ساتھ، یہ بنوں کا جو برانڈیل ہے، اس سے میر علی، میران شاہ تک یہ پوری ایک لائن ہے اور اگر آپ میر علی، میران شاہ اور بنوں لکی تک جائیں گے تو میرے خیال میں آپ دوبئی اور سعودی عرب سے بھی زیادہ مالک بن جائیں گے اور یہاں پر خوشحالی ہوگی، آبادی ہوگی اور یہاں پر کسی کے ہم محتاج نہیں ہونگے۔ بجلی کے خالص منافع پر مجھے تو خوشی تھی کہ یہ ایک ایسی گورنمنٹ آئی ہے کہ یہ گورنمنٹ وفاق میں بھی اور صوبے میں بھی اشتراک رکھتی ہے، وہاں پر بھی اور یہاں پر بھی ایک اشتراک والی گورنمنٹ ہے، ہم تو یہ چاہتے تھے کہ یہ انشاء اللہ 110ارب روپے کا کام تو ہم نے کیا ہے، ابھی یہ چھ ارب سے بڑھائیں گے اور اس کی نظر میں اگر ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کا بھی یہ ازالہ کرینگے کیونکہ ہمارے پاس اتنی چھوٹی سی، 110ارب تھے، اس کے بعد ہماری کوئی اتنی زیادہ، میرے خیال میں وزن ہمارا نہیں ہوگا یا سوچ ہماری نہیں ہوگی لیکن ابھی جو میں دیکھ رہا ہوں بجٹ میں، بجٹ میں جو دیکھ رہا ہوں، اس میں 25ارب روپے ملیں گے، یہ بجٹ میں مجھے نہیں بتایا گیا ہے کہ ملے کتنے ہیں؟ میری گورنمنٹ سے یہ استدعا ہوگی کہ وہ ہمیں بتادے کہ 110 ارب میں ملے کتنے ہیں؟ یہ لکھتے جاؤ اور بعد میں جب فنانس منسٹر یا کوئی وہ کرے تو اس وقت مجھے بتائیں اور اس میں اگر ملے ہیں تو یہ پیسے کس اکاؤنٹ میں ہیں؟ آیا واقعی جو اس صوبے کی حکومت کی ایک طے شدہ بات تھی کہ اس سے ہم چھوٹے موٹے کام نہیں کرینگے، اس پہ نالیاں نہیں بنائیں گے، اس پہ چھوٹے

چھوٹے جو منصوبے ہیں، وہ نہیں کرینگے بلکہ اس پہ وہ کام کرینگے جو آمدن پیدا کرے اور ہمیں یہ بھی بتادیں کہ ابھی یہ جو آئے ہیں، یہ پڑے ہیں اور اس کیلئے ان کا کیا ارادہ ہے؟ میں نے دیکھا، میں چار سال سے سنتا رہا اور خوشی بھی محسوس کرتا رہا کہ ہم ہائیڈل سائڈ پہ بہت بڑی منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور یہ خوشی کی بات بھی ہے، خوش بھی ہونا چاہیئے۔ جب میں نے بجٹ میں دیکھا کہ چار پانچ نام ہیں اور ٹوٹل کو ملا کر دو سو میگاواٹ ہے، اس پر بھی ایک کا غالباً کوئی افتتاح ہوا ہے چار پانچ میں، مجھے معلوم نہیں کہ اس کی دس میگاواٹ ہو گی، پندرہ ہو گی، بیس ہو گی، چالیس ہو گی، تو اگر چار سالوں کی منصوبہ بندی یہ ہو کہ اس میں صرف دو سو میگا واٹ کیلئے آخری سال میں ایک افتتاح ہوا اور کام بھی شروع نہ ہو اور لوڈ شیڈنگ کا حال یہ ہو، اس ایوان میں میں نے بات کی کہ ہمارے جتنے بھی ایم پی ایز ہیں، وہ ابھی گھروں کو نہیں جا سکتے، گھروں میں جب جاتے ہیں تو لوگ ان کے پاس آتے ہیں کہ ٹرانسفارمر جلا ہوا ہے، آتے ہیں کہ ٹرانسفارمر ہے ہی نہیں اور اگر ٹرانسفارمر کوئی ایم پی اے کسی طریقے سے دیدے تو کہتے ہیں کہ بجلی نہیں ہے، ابھی جب بجلی نہیں ہے تو ٹرانسفارمر کی ضرورت کیا ہے؟ اور یقین جانیئے مجھے بڑا دکھ ہوا، ہمارے صوبے کی اپنی روایات ہیں، اس معزز ایوان میں جو کوئی آتا ہے، وہ آباؤاجداد سے محنت کر کے یہاں پر پہنچتا ہے، اس معزز ایوان کے ایک رکن کی جو اہمیت ہے، اس کی جو عزت ہے، یہ کروڑوں میں صرف بانوے اور پھر ایک سو چوبیس ہیں، عوام کروڑوں میں ہے جبکہ یہ Cream بیٹھی ہے، مجھے بڑا دکھ ہوا، آج بھی مجھے دکھ ہے، ہماری روایات کے بھی خلاف ہے، ہمارے اصولوں کے بھی خلاف ہے کہ سکندر عرفان کے حجرے پر لوگ آئے تھے اور وہاں پر اس کے حجرے کی بے حرمتی کی، یہ ہماری روایات کا حصہ نہیں ہے، تکلیف آتی رہتی ہے لیکن پھر بھی وفاقی حکومت اور صوبے کی حکومت نے ممبران اسمبلی کو اپنے حجرے میں بھی وہ عزت نہیں دی جو کہ وہ باہر نکلیں اور عوام میں اپنے حلقوں میں پھریں، (تالیاں) تو یہ صوبائی ممبران اسمبلی کا ایک حق بنتا ہے کیونکہ اس کی عزت نفس ہے اور اس کا خیال عوام کو بھی ہونا چاہیئے اور یہ گورنمنٹ کو بھی ہونا چاہیئے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ہائیڈل سے 2ارب 40کروڑ 24لاکھ 44ہزار روپے مل رہے ہیں، 2ارب 40کروڑ 24لاکھ 44ہزار، ہمایون خان سے میں یہ بھی درخواست کرونگا کہ یہ بھی یہ بتادیں کہ 2ارب 44 کروڑ روپے کس پراجیکٹ سے آ رہے ہیں؟ جو تھوڑا سا مجھے علم ہے اور مجھے معلومات ہیں، یہ ہماری گورنمنٹ میں ہم نے مالاکنڈ تھری بنا دیا، صوبے نے اپنی مدد آپ سے ایسا کام کیا کہ افتتاح بھی کیا اور سنگ بنیاد بھی رکھا اور اپنی گورنمنٹ میں پھر چلایا گیا، پھر چالو بھی ہوا اور اس سے پھر ہماری اس وقت کی سی ایس

ڈی پی جو کہ میں چیف منسٹر تھا اور حافظ اختر علی صاحب میرے وزیر تھے ایریگیشن کے، یہاں پر گیلانی صاحب میرے سیکرٹری تھے، ادیزئی ایریگیشن سکیم میں نے سی ایس ڈی پی میں ڈالی تھی جو کہ اس سے مردان کا 25 ہزار رقبہ سیراب ہوتا ہے، اس پر میرے پاس کتاب بھی ہے، میرے پاس ثبوت بھی اور انشاء اللہ میں اس ایوان میں پیش بھی کر سکتا ہوں۔ ابھی مجھے یہ بھی حق پہنچتا ہے، ایک دوسری سکیم جو یہاں پر Complete ہوئی اور وہ ہمایون خان کے علاقے سے آگے ہے، بلامبٹ ایریگیشن سکیم، جو کہ دیر کے عوام کی ڈیمانڈ تھی، وہ بھی انشاء اللہ ہمارے وقت میں شروع ہوئی، بہت بڑا کام ہوا، میں خوش ہوں کہ وہ Complete ہوئی۔ یہاں پر مجھے بتایا گیا بجٹ تقریر میں، کرک، لواغر، خیر باڑا، ہری پور، جبہ ڈیم، میرے ایم پی ایز بیٹھے ہیں اور انشاء اللہ کرک ڈیم بھی، لواغر بھی، خیر باڑا بھی اور ہری پور میں جو صابر شاہ صاحب کا اپنا حلقہ ہے اور جبہ میں بھی میں نے کیا تھا اور وہاں پر ٹینڈرز بھی ہمارے وقت میں ہوئے تھے اور آج شکر ہے میں خوش ہوں کہ اس پر، ابھی میں گورنمنٹ سے بھی یہ حق رکھتا ہوں، اس معزز ایوان کی طرف سے چونکہ میں بھی پوچھنے کا حق تو رکھتا ہوں، تجاویز کا حق بھی رکھ سکتا ہوں، ان دو چیزوں کا مجھے یہاں پر اجازت ہے، آپ کی طرف سے بھی، ایوان کی طرف سے بھی کہ گورنمنٹ بھی مجھے بتادے کہ چار سالوں میں انہوں نے ہائیڈل میں کیا کیا، انہوں نے گیس میں کیا کیا، انہوں نے کوئلے میں کیا کیا، انہوں نے منرلز میں کیا کیا، انہوں نے ٹورازم میں کیا کیا؟ یہ ساری چیزیں جو ہیں، یہاں پر پھر بتانی چاہیئں اس ایوان کو کہ ہم نے بھی یہ کیا ہے۔ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، وہ میرے وقت کا ہے اور وہاں سے Under process ہے اور وہاں سے ٹینڈرز ہوئے اور وہاں پر کام ہو رہا ہے۔ ابھی آتا ہے ایک بڑا اہم مسئلہ، جس نے یقین جانیئے، ہمیں اس طرح کیا کہ ذہنی طور پر پورے خیبر پختونخوا کے لوگوں کو مفلوج کیا ہے اور وہ ہے دہشتگردی اور پرسوں بھی جب میں ادھر سے نکلا، یقین جانیئے جب سول سیکرٹریٹ کے بس کی بات یہاں پر آئی تو میری طبیعت اتنی خراب ہوئی کہ میں نے میڈیا کو بھی، یہاں آنے پر بجٹ پر کوئی بات کرنے کا نہیں سوچا، یہ کوئی بھی اس مٹی کا رہنے والا ہو، سب کو اس پر درد بھی ہے، تکلیف بھی ہے، ہماری مشترکہ مصیبت بھی ہے، یہ کسی ایک کی نہیں ہے، اس صوبے کی ہے اور ہماری سب کی ہے۔ بجٹ تقریر میں میں نے دیکھا کہ 22 ارب دہشتگردی کیلئے ہمیں پیسے یہاں پر مل رہے ہیں، میں یہ بھی حق رکھتا ہوں پوچھنے کا کہ اس ملک کو، چونکہ وفاق میں بھی شراکت ہے، آج تک دہشتگردی کے نام پر کتنے پیسے آئے ہیں پاکستان کو؟ اور اس میں بھی میں پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ میرے خیبر پختونخوا کے کتنے لوگوں نے جام شہادت نوش

کیا؟ میں پوچھنے کا یہ بھی حق رکھتا ہوں کہ ہمارے کتنے کارخانے بند ہوئے؟ میں پوچھنے کا یہ بھی حق رکھتا ہوں کہ ہمارے کتنے بازار اجڑ گئے؟ میں پوچھنے کا یہ بھی حق رکھتا ہوں کہ ہماری کتنی خواتین بیوہ ہوئیں؟ میں پوچھنے کا یہ بھی حق رکھتا ہوں کہ ہمارے کتنے بچے یتیم ہو گئے؟ میں پوچھنے کا یہ بھی حق رکھتا ہوں کہ ہمارے کتنے بچوں کی آنکھیں ضائع ہوئیں؟ میں یہ بھی پوچھ سکتا ہوں کہ ہمارے کتنے بچوں کی ٹانگیں کاٹی گئیں؟ میں یہ بھی پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ ہمارے کتنے بازوؤں کو کاٹا گیا؟ میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارا کتنا خون زمین پر بہہ گیا جو سرخ ہوئی؟ اور میرے خون پر یہاں پر جو پیسہ پاکستان کو آ رہا ہے، جو پیسہ اسلام آباد کو آ رہا ہے، وہ میرے ایک شہر کی تباہی کے برابر بھی نہیں ہے، میرے ایک ڈویژن کی تباہی کا بھی نہیں ہے اور یہاں پر جب میں دیکھ رہا ہوں اور بجٹ میں بھی سن رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ وفاقی حکومت نے بڑا تعاون کیا ہے، میں شکریہ ادا کرتا ہوں زرداری صاحب کا بھی اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں وزیر اعظم صاحب کا بھی، تو میرا دل دھڑکتا ہے اور مجھے جب 22 ارب روپے پورے چار پانچ سالوں کے مل رہے ہیں تو پھر اس کے علاوہ میرے پاس کوئی اور بات نہیں ہے کہ میرے زخم پر کوئی نمک پاشی ہو رہی ہے، یہ بالکل ایک اس طرح ظلم ہے۔ یہ تو میں نے صرف خیبر پختونخوا کی بات کی ہے، قبائل کی میں نے بات نہیں کی ہے، یہ تو ہمیں 22 ارب صرف ملا ہے خیبر پختونخوا کیلئے، جو ہمارے قبائل میں پانچ فیصد لوگ اپنی ایجنسی میں نہیں رہ رہے ہیں، انہوں نے نقل مکانی کی ہے، ہر ایجنسی کے 95 فیصد لوگ جو ہیں، وہ باہر گئے ہیں، ان کے گھر برباد ہوئے ہیں، ان کی زمینیں خراب ہوئی ہیں، ان کے ٹیوب ویلز بند ہو چکے ہیں، ان کے باغات جو ہیں، وہ بالکل خشک ہو چکے ہیں اور اربوں نہیں کھربوں کا نقصان اس صوبے کا ہو رہا ہے اور ہم پھر بھی ناراضگی کی کوئی بات نہیں کر رہے ہیں وفاق سے، بین الاقوامی اداروں کے ڈونرز سے، کہ اگر آپ لوگوں نے ہمیں اس جنگ میں مبتلا کیا ہے تو آپ ہمیں کیوں دو ڈالر ایک آدمی کیلئے بھیج رہے ہیں؟ امریکہ اور نیٹو کی جو طاقتیں اکٹھی ہوئی ہیں اور یہاں پر جو میڈیا نے اور تھینک ٹینک نے حساب کیا ہے تو فی آدمی دو ڈالر جو ہے، ہمیں پورے پاکستان کیلئے مل رہے ہیں جو کہ بڑی شرمناک بات ہے۔ زراعت کیلئے ہمارے بڑے محترم ایوب جان صاحب ہیں، اس صوبے کے لوگوں کی تو زراعت ہے اور یہاں پر جو ہمارا غریب طبقہ ہے، وہ دو چیزوں پر اپنا گزارہ کرتا ہے دیہات میں، گاؤں میں، ایک ہے اسکے مال مویشی، ایک ہے ایگریکلچر۔ اور یہ دو چیزیں اگر یہاں پر ٹھیک ہو جائیں تو یقین جانیئے آپ کے بارانی علاقے کے جو لوگ ہیں، جو دوبئی میں مزدوری کرتے ہیں، کراچی کو مزدوری کیلئے جاتے ہیں، ملک کے دوسرے شہروں میں جاتے ہیں، اگر ان

کی زمینوں کو ہم آباد کرلیں تو یقین جانیئے وہ اپنے دس دس نوکر رکھ سکتے ہیں، ایک ایک آدمی کی پانچ پانچ ہزار کنال، ایک ایک ہزار کنال، دس دس ہزار کنال زمین ہے تو ایک ارب 23 کروڑ 86 لاکھ روپے زراعت کیلئے اس صوبے کیلئے بڑے ناکافی ہیں اور ابھی تو شکر ہے ہمارے پاس پیسے تو بہت زیادہ ہیں، ہمایون خان نے کہا ہے، این ایف سی میں بھی ہمیں بہت زیادہ پیسے آئے ہیں اور اسکو ہم اگر زراعت میں استعمال کریں، مال مویشیوں کیلئے اور ایگریکلچر کیلئے تو میرے خیال میں اس سے کوئی اور فائدے والی بات نہیں ہو سکتی۔ میں نے اپنی حکومت میں جو ہماری حکومت تھی، اس میں میں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس صوبے کو اگر آپ پنجاب کی مجبوریوں سے نجات دلاتے ہیں تو چشمہ فرسٹ لفٹ کینال جو ہے، وہ ضروری امر ہے کہ اس پر کام کیا جائے اور ہم نے اس وقت جو فزیبلٹی بنائی تھی، وہ 25 ارب روپے چشمہ فرسٹ لفٹ کینال کے تھے اور پھر ہم نے یہاں پر پانچ ارب روپے، جو 110 ارب روپے واپڈا کے ہمیں مل رہے تھے، اس میں فرسٹ فیز میں ہم نے رکھے تھے کہ یہ پھر اس کو دینگے، مجھے افسوس ہے کہ ہمیں ٹرخایا گیا، وفاق کی جو عادت ہے، وفاق کا جو سلوک ہے، میں نے جب دیکھا، پرائم منسٹر صاحب گورنر ہاؤس آئے تھے اور گورنر ہاؤس میں ایک اعلان بھی کیا کہ یہاں پر ہم چشمہ فرسٹ لفٹ کینال انشاء اللہ بنائینگے اور بنانے کے بعد چشمہ فرسٹ لفٹ کینال کیلئے 50 لاکھ روپے رکھ دیئے جس سے پریشر پمپ بن سکتا ہے، ایک ٹیوب ویل (تالیاں) ایک ٹیوب ویل کیلئے پیسے بھی نہیں تھے اور پھر جب دوسرا بجٹ آیا تو انہوں نے کہا، ہمارے علاقے میں ایک افیمی تھا، ظفر علی اس کا نام تھا، تو گپ شپ کیلئے الیکشن میں کھڑا ہوتا تھا تو لوگ اس کے پیچھے نعرہ لگاتے تھے اور اس کو چارپائی پر لے جاتے تھے تو پشتو میں اس کیلئے جو نعرہ تھا___ "سپینې ختې جیب خالی، ظفر علی ظفر علی" کہ پیسے اس کی جیب میں نہیں ہیں، ظفر علی اس کا نام تھا، تو اسکی تقریر کا جو آخری جملہ ہوتا تھا، وہ پھر کہتا تھا، جب ساری باتیں ختم ہوتی تھیں، گپ شپ ہوتی تھی، اس میں ڈھول باجے ہوتے تھے اور لوگ گپ شپ لگاتے تھے، تو آخری بات جب وہ کرتا تھا، وئیل به ئے چې هر څه غوا اوخوړل، هر څه غوا اوخوړل، نو چې کله سیلاب راغلو نو مونږ ته ئے وئیل چې هر څه غوا اوخوړل، سیلاب اوخوړل، زمونږه هغه هر څه پکښې لاړل۔ ابھی چونکہ ہمیں تو اس گورنمنٹ سے، صوبائی گورنمنٹ اور مرکزی گورنمنٹ سے بڑی توقعات تھیں کہ وہ دہشتگردی کے اس صوبے کو اتنے انعامات دے گی کہ یہ لوگ جو مر رہے ہیں تو کبھی تو اس کو خوشی کا موقع بھی ہو، پھر ہم تو وفاقی حکومت سے نکل چکے تھے اور تکلیف کے وقت میں جب کبھی کبھی دوستوں کی ضرورت ہوتی

ہے تو پھر یاد بھی آ جاتے ہیں، تو پھر گیلانی صاحب نے تین چار مرتبہ مولانا صاحب کو فون کیا کہ مولانا صاحب! آپ آئیں ملاقات کریں، اس نے کہا کہ میری اور آپ کی ملاقات کا وقت جو ہے، وہ ختم ہو چکا ہے اور ابھی میں آپ کے ساتھ بیٹھنے کیلئے تیار نہیں ہوں اور ناراضگی پہنچائی۔ شاید یہ اس کا بڑا پن تھا کہ وہ وہاں پر خورشید شاہ صاحب کے گھر میں دعا کیلئے آئے تھے اور خورشید شاہ صاحب کے گھر سے پیدل آکر مولانا صاحب کے گھر پر حاضری دی اور جب مولانا فضل الرحمان صاحب کے گھر پر حاضری دی تو مولانا صاحب نے اسکو وہ عزت دی جو ہماری روایات ہیں۔ اس کے بعد اس نے اس بات کا پوچھا، اس نے کہا کہ عزت کی حد تک ہے، باقی بات میری آپ کے ساتھ ہو نہیں سکتی۔ اس نے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کی نہیں ہو سکتی، ناراضگی اتنی شدت اختیار کر گئی ہے؟ اس نے کہا کہ آپ لوگوں نے تو ہمارا صوبہ تباہ کیا، پھر گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے ساتھ تعاون نہیں ہے، میری اور آپ کی ناراضگی کے خاتمے کیلئے دو چار باتیں ہیں، وہ ایک یہ ہے کہ چشمہ فرسٹ لفٹ کینال کو آپ اس بجٹ میں ڈالیں گے اور اس کیلئے 50 لاکھ نہیں بلکہ آپ اربوں پیسے ڈالیں گے تو تب کنٹریکٹر آئیگا۔ دوسرا کہا کہ گومل زام کیلئے آپ اربوں روپے ڈالیں گے اور تیسری بات کی کہ آپ ٹانک زام کیلئے بھی جو کہ اس سے صوبے کی انشاء اللہ معیشت اس طرح بہتر ہو جائیگی، اس ایوان میں دوبارہ آئینگے، یہ بنیں گے تو یہ صوبہ سب اجناس میں خود کفیل ہوگا۔ آج مجھے خوشی ہے کہ ڈیڑھ ارب روپے وفاقی بجٹ میں رکھے ہیں لیکن پھر بھی کل مولانا صاحب نے بنوں سے فون کیا کہ یہ ناکافی ہیں، ڈھائی ارب روپے صوبائی گورنمنٹ دے گی۔ میں نے چیف منسٹر صاحب سے بھی بات کی ہے اور ڈھائی ارب آپ دینگے، ڈیڑھ ارب روپے مجھے منظور نہیں اور ٹانک کا بھی اس طرح ہوگا تو انشاء اللہ ہم پھر بھی اس صوبے کیلئے جو اپنی طاقت ہے، وہاں پر جو لیڈر شپ کی ہے، وہ استعمال کرینگے۔ دوسرا اس سے یہ بھی کہا کہ دہشتگردی کے نام سے آپ جو کچھ دے رہے ہیں، ہماری صوبائی گورنمنٹ کے ساتھ آپ بیٹھیں، آپ اس میں اضافہ کریں، ہم سب آپ سے اس پر بھی ناراض ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں مل رہا ہے، اس کیلئے جو کہ ضروری تھا کرک سے گیس نکلتی ہے وہ بھی وسیم کو بلایا اور زرداری صاحب سے میٹنگ کی تو اس نے ایک یونیورسٹی بھی کرک کو دی اور گیس کے جو مسائل تھے، وہ بھی قاسم خٹک صاحب اور ہمارے جو ایم این اے تھے، اس کے ساتھ ملا دیا۔ ابھی میں یہاں پر ایجوکیشن چونکہ بڑی اہم ہے، اس صوبے کی، اس صوبے میں ایجوکیشن جو ہے، وہ بنیاد ہے، وہی قوم آگے جا سکتی ہے جس کے پاس تعلیم ہو اور ہمیں خوشی ہے کہ ہائر ایجوکیشن اور پرائمری ایجوکیشن کے یہاں پر ہمارے دونوں منسٹرز بھی موجود

ہیں، اس اے ڈی پی میں جب میں نے دیکھا، ہمارے پچھلے سال 2011 میں Establishment of Primary Schools دو سو تھے، ابھی سو کر دیئے ہیں، حکومت مجھے بتادے کہ ضرورت پوری ہو گئی ہے اور وہاں پر بچوں کو سکول کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم نے کم کئے ہیں، دو سو کے بجائے سو کئے ہیں؟ اپ گریڈیشن آف پرائمری سکول ٹو مڈل لیول، یہ پچھلی دفعہ ایک سو بیس تھے، ابھی پچاس کئے ہیں، ستر کم کئے ہیں۔ پرائمری سکول سو کم کئے ہیں، اپ گریڈیشن آف ہائی سکول، ہائی لیول اپ گریڈیشن، مڈل سکول ٹو ہائی لیول، یہ ایک سو پچاس تھے، پچاس کئے ہیں، سو کم کئے ہیں اور جو مڈل ہیں، وہ ستر کم کئے ہیں۔ پرائمری سو کم کئے ہیں اور ہائر سیکنڈری جو تھے، وہ سو تھے ابھی پچیس کئے ہیں، پچھتر کم کئے ہیں اور کنسٹرکشن آف ایڈیشنل کلاس رومز جو ہے، وہ پچھلے سال تین سو تھے، ابھی دو سو کئے ہیں، سو کمرے کم کئے ہیں۔ تو ہمیں یہ بتادیں کہ واقعی یہ صوبے کی جو ضرورت تھی، کیونکہ وہ تب کالج میں جائیں گے جب پرائمری اور مڈل اور ہائی سکول ہونگے، جب پرائمری، مڈل اور ہائی سکول نہیں ہونگے تو آپ کالج میں نہیں جا سکتے۔ جب کالج نہیں ہونگے تو آپ یونیورسٹی میں نہیں جا سکتے، تو مجھے اس میں بھی کہ اگر وسائل ہیں تو اس کمی کی وجوہات بھی بتادی جائیں کہ اس کمی کی وجہ کیا ہے؟ تو وہ بھی میں اس صوبے کے غریب بچوں کے حوالے سے پوچھنے کا حق رکھتا ہوں۔ ہیلتھ میں ہمارے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، کٹ موشنز پہ تفصیلی بات کروں گا سب محکموں پہ انشاء اللہ لیکن ہیلتھ اور ایجوکیشن میرے خیال میں 6 ارب روپیہ ایجوکیشن کا میں نے دیکھا اور 10 ارب روپے میں نے ہیلتھ کے دیکھے ہیں، جب آپ کی ایجوکیشن ٹھیک ہو گی تو بیماری کم ہو گی۔ جب آپ کی ایجوکیشن ٹھیک نہیں ہو گی تو بیماری زیادہ لگے گی، آپ ہاتھ بھی نہیں دھوئیں گے، آپ منہ بھی نہیں دھوئیں گے، آپ گندا پانی بھی پیئیں گے۔ اب ضرورت ہے کہ تعلیم دے کہ صحت ٹھیک ہو گی انشاء اللہ اور مجھے اس پہ خوشی ہے کہ زیادہ ہونے چاہئیں کیونکہ تعلیم بنیاد ہے، تعلیم میں کمی کی سوچ جو ہے، یہ سوچ ٹھیک نہیں ہے، اس میں اضافے کی سوچ ہونی چاہیئے اس میں توسیع کی سوچ ہونی چاہیئے، اس میں کمی کا تو بالکل سوچنا نہیں چاہیئے۔ تو یہاں دو چیزیں میں نے دیکھیں، اگر گورنمنٹ اس چھوٹی چیز کو توجہ دے، ایک بائیو گیس کے حوالے سے اور ایک یہ جو شمسی توانائی ہے، میں نے تین چار اضلاع دیکھے کہ ان میں یہ مکمل ہو رہے ہیں، مجھے تو پتہ بھی نہیں تھا کہ کونسے وہاں پر فنڈ دیئے ہیں، کدھر سے دیئے ہیں؟ لیکن میں گورنمنٹ کو ایک تجویز دے رہا ہوں، جو بجلی کا مسئلہ ہے، ایک تو میں نے ہائیڈل پہ بات کی کہ ہائیڈل پہ آپ کا معاملہ دو سو میگاواٹ پہ کبھی حل ہونے والا نہیں، یہ بالکل آپ مت سوچیں کہ دو سو میگاواٹ آپ بجلی

پیدا کریں گے اور آپ اس کا مسئلہ حل کریں گے، اس پہ آپ سوچیں، اضافے کے آپ کے پاس بہت زیادہ مواقع ہیں، میرے پاس بھی بڑی لمبی لسٹ ہے، فزیبلٹی کی وہ تجویز بھی میں گورنمنٹ کو، چیف منسٹر صاحب کو لکھ کر بھیجوں گا کہ کہاں کہاں پر ہے اور مجھے جو معلومات ہیں، کس کیلئے کتنے وسائل چاہیئں؟ تھوڑی سی سٹڈی میں نے کی ہے لیکن اگر آپ ان ممبران اسمبلی کو بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے تھوڑی سی بھی نجات دلانا چاہتے ہیں تو میرا ایک دوست ہے، اس نے دو بھینسوں کا جو گوبر ہے، غالباً ڈیڑھ لاکھ یا تین لاکھ روپے اس پہ خرچہ کیا ہے، اس کے پورے گھر کی گیس اور اس کی پوری بجلی کے اخراجات جو ہیں، وہ دو گائیں جو ہیں، ان کا گوبر پورا کرتا ہے اور ابھی ملتان کی ایک کمپنی ہے، پرائیویٹ انجینئرز ہیں، میں نے خود بھی اس پہ ایک جگہ اپنا شروع کیا ہے، 10 لاکھ روپے اس پہ اخراجات آتے ہیں اور 35 ہارس پاور کا آپ کو ٹیوب ویل وہ چلا کر گارنٹی پہ دیں گے۔ 10 لاکھ، 11 لاکھ اخراجات ہیں اور آپ کو 35 ہارس پاور کا، ایریگیشن کا 25 بھی ہوتا ہے، 20 بھی ہوتا ہے، سب سے زیادہ 35 کا ہوتا ہے، وہ آپ کو چلانے کیلئے گارنٹی پہ دیں گے 10 لاکھ میں اور Daily آپ کو ڈی اے پی کی طرح دو بوری کھاد بھی دیں گے، دو بوری Daily کھاد ڈی اے پی اور یوریا بھی نہیں خریدیں گے، وہاں وہ کھاد بھی بنتا ہے تو ایک شمسی پہ اور ایک جو بائیو گیس پہ اگر گورنمنٹ اپنا ایک فورم یہاں پر بنالے اور جو ہمارے اس لیول کے زمیندار ہیں جن کے گاؤں میں چار بھینسیں، گائیں اور یہ چیزیں ہیں اور گورنمنٹ اس کو یہ سہولت دیدے کہ یہ پلانٹ اس کیلئے بنادے اور وہ ان ایریا میں جہاں پر مویشی زیادہ ہیں، شہروں میں نہیں، جہاں پر مویشی ہیں، ہمارے صوبے میں معلوم ہے کہ ہم مویشی کہاں پر رکھتے ہیں، دیہات میں رکھتے ہیں تو وہ بھی انشاء اللہ ایک بڑی اچھی سکیم ہے اور ابھی باہر کے لوگ بھی، میں ابھی باہر گیا تھا تو ناصر نامی آدمی تھا، اس نے مجھے کہا کہ میں آپ کو انشاء اللہ، آپ کی صوبائی گورنمنٹ کے پاس وہاں پر شمسی جو بجلی ہے، اس کا میں آپ کو اس طرح پلانٹ لگاؤں گا کہ آپ بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے، آپ کا پورا شہر جو ہے، آپ کی جو لائٹیں ہیں، تو وہ بھی میں انشاء اللہ بشیر بلور صاحب کو اس آدمی کے نمبرز یا کبھی اگر وہ آجائیں تو لوکل گورنمنٹ اس کے پاس، تو وہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ اگر ہم شہروں کی بجلی اس انداز پہ کریں اور اس لائٹ کی بھی گارنٹی ہے، پانچ سال، پانچ سال گارنٹی ہے کہ وہ لائٹ بھی جلے گی اور بجھے گی بھی نہیں۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اکرم خان درانی صاحب! اس کو تو کل بلالیں، اس اسمبلی میں تو کل ہی لگانا شروع کردیں، اگر اتنا واقعی سستا حل ہو سکتا ہے۔

قائد حزب اختلاف: انشاء اللہ وہ باہر ہے، میں فون پہ رابطہ کروں گا اور آپ کے پاس بھیجوں گا۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تین میٹنگز اس پہ بلائی ہیں، شمسی پہ، ہماری پاور ز انرجی کی ایک کمیٹی ہے لیکن کوئی ریزلٹ نہیں آیا تو یہ بڑی Contribution ہو گی، اگر اس کو لایا جائے۔ تھینک یو، جی۔

قائد حزب اختلاف: انشاء اللہ میں اس کو بلا کے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ یہ میاں صاحب چونکہ ہمارے میاں گان بھی ہیں، ہمارے محترم بھی ہیں، ایک ٹی وی چینل میں نے دیکھا، مجھے خوشی ہوئی میری اپنی سوچ بھی تھی، اس صوبے کا اپنا ایک ٹی وی چینل ہونا چاہیئے، اگر وسائل ہوں، اس پہ دو چیزوں کو میں میاں صاحب کے سامنے اور صوبائی گورنمنٹ کے سامنے رکھوں گا کہ خدا کیلئے میرے پاس ایک آدمی آیا تھا کہ میں انجینئر ہوں، میاں صاحب کو آپ فون کریں کہ مجھے بھرتی کریں، ٹی وی میں کچھ انجینئر کی پوسٹیں ہیں۔ میں نے اس کو کہا بیٹا! ضرور کروں گا، میاں صاحب میرے میاں ہیں، میں ان کو ضرور کہوں گا لیکن میں میاں صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس ٹی وی چینل میں کوالٹی کے لوگ، ٹیکنیکل سٹاف، یہ اس صوبے کا ایک ایسا ٹی وی چینل ہو گا، جب کبھی کبھی حالات بگڑ جاتے ہیں تو اس ٹی وی چینل میں اگر آپ کے اہل لوگ ہیں مناظرے کیلئے، اپنے صوبے کے وسائل بتانے کیلئے، اپنے صوبے کی غربت کو دکھانے کیلئے تو بہت زیادہ ایک اہم Role ادا کر سکتا ہے تو یہ انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ میاں صاحب میری بات کو غور سے لکھیں گے لیکن میں ایک بات اور بھی ان کے سامنے رکھتا ہوں، تین کہ دو کیبلز ہیں، ہم بھی پرانے لوگ ہیں، ہمیں معلوم نہیں کہ جیو کس چینل پہ آتا ہے، اے آر وائی کس چینل پہ آتا ہے، اس کو وہ دباتے ہیں اور آتے ہیں، تو دو کیبلز آتے ہیں اور جب میرے ساتھ میری بیٹی یا گھر میں کوئی بیوی کسی کے ساتھ بیٹھی ہوتی ہے تو خدا کی قسم آدمی اتنا شرماجاتا ہے کہ میں اپنی بیٹی سے نیچے چھلانگ لگا دوں اور میں اپنی بیٹی کو نہ دیکھوں اور آپ کی بیٹی آپ کو نہیں دیکھ سکتی اور وہ پختونوں کے کلچر کا جنازہ نکالا اس کیبل نے، میں نے ایسے پختون کبھی لائف میں نہیں دیکھے ہیں جو کہ اس کیبل پر دکھائے جارہے ہیں۔ اس قسم کے رقص جو ہیں، خدا کی قسم اس نے پختونوں کا جنازہ نکال دیا، دو کیبلز ہیں یا تین کیبلز ہیں

(تالیاں) اور جو پختون کا وقار ہے، جو پختون قوم کی عظمت ہے اور پختون قوم کی جو Respect ہے، یقین جانیئے انہوں نے اس پہ ایک کالا دھبہ لگایا ہے، مجھے خدا کی قسم یہ بھی معلوم نہیں کہ کدھر سے چلتے ہیں، کون چلاتا ہے لیکن جب رات کو ٹی وی چینل کھولیں گے اور کبھی کبھی آپ اس پہ وہ دباتے ہیں اور وہ آجاتے ہیں تو یقین جانیئے ہمارے کلچر کے منسٹر بھی بیٹھے ہیں تو میں نے پختونوں کا اس

طرح کلچر نہیں دیکھا ہے، بلکہ یہ پختونوں کے کلچر کی تباہی ہے۔ پختونوں کا اپنا کلچر ہے، اس میں کبھی رباب بھی ہوتا ہے اور کبھی مٹکہ بھی ہوتا تھا اور یہ پختونوں کے وہاں پر حجرے میں ہمیشہ ہوتے تھے لیکن ان کا جو لباس تھا، پختونوں کا، وہ بھی اپنا لباس تھا اور وہ لباس اس طرح تھا اور پھر کسی کی تو بیٹی ہے نا، کسی کی تو ماں ہے، کسی کی تو بہن ہے نا، شاید اس کی مجبوری کا یہ عالم ہو کہ اس سے اور لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ آدمی کس طرح ہے، میرے خیال میں اس کی غیرت کا جنازہ نکلا ہو گا کہ پوری قوم دیکھے وہ بھی دیکھے، اس کے ساتھ جوان اور دوست ہونگے، وہ بھی دیکھیں، اس پہ بھی میں بڑے ادب کے ساتھ گورنمنٹ کو اور کلچر اور ہمارے جو منسٹر انفارمیشن ہیں کہ خدا کیلئے اس پختونوں کی ثقافت کو بچایا جائے، خدا کیلئے جو دھبہ لگ چکا ہے اور پختونوں کا جو غیر لباس اور رقص میں پیش کرتے ہیں، اس پہ پابندی لگائی جائے اور یہی عذاب کے طریقے ہوتے ہیں، جب بات ادھر تک آجاتی ہے (تالیاں) مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ میری بات پہ ضرور کوئی قدم اٹھائے گی اور انشاء اللہ مجھے گورنمنٹ کی طرف سے بھرپور توقع ہے۔ باقی بھی یقین جانیئے میرے پاس کافی باتیں ہیں اور جب میں نے ادھر دیکھا، نماز کا وقت بھی ہو چکا ہے اور ایک لمبی لسٹ لے کے آیا ہوں یہاں پر، انشاء اللہ باقی چونکہ ہر محکمے کی کٹ موشنز ہیں، یہاں پر جب میں بات کرتا ہوں، کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں کسی پر تنقید یا یہاں پر اس لئے کر رہا ہوں کہ میں کسی کی Insult کر رہا ہوں، میں روایتی آدمی ہوں، میں میڈیا سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کیلئے یہ اخبارات اور ٹی وی چینلز کسی مسئلے کے بارے میں ان کو علم نہیں ہوتا ہے لیکن پٹی چلاتے ہیں اور بعد میں وہ جھوٹ ہوتا ہے۔ آج مجھے فون آیا کہ آپ کے بیٹے نے ایکسیڈنٹ کیا، میرے بیٹے نے ایکسیڈنٹ کیا، شکر ہے میرے تینوں بیٹے میرے ساتھ گھر میں موجود تھے، میں نے کہا میرا ایک دوسرا بھتیجا بھی ہے جو کہ میرے بیٹے کی طرح ہے، میں فون اسلام آباد کو کرتا رہا، میں بنوں کو فون کرتا رہا، ایک آدمی نے فون کیا کہ ٹی وی چینل پہ وہ چل رہی ہے کہ درانی صاحب کے بیٹے نے ایکسیڈنٹ کیا۔ اس طرح جو کوہستان کا واقعہ پیش کیا گیا، یہ کیا بات ہے، یہ کیوں ہم اپنی عزت کے ساتھ کھیل رہے ہیں، ہم کیوں اپنی بہنوں کی بے عزتی کرتے ہیں اور دنیا کے سامنے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں، دنیا کے سامنے پختونوں کو بدنام کر رہے ہیں؟ خدا کیلئے اس میڈیا چینل کو بھی، ایک دھماکہ ہو جاتا ہے، ٹھیک ہے آپ نے بتا دیا، وہ لگے رہتے ہیں، میں نے پہلے بتا دیا۔ آدھا گھنٹہ تو اس پہ زور ہوتا ہے کہ پہلا نمبر میں نے لیا، کوئی اچھی خبر دی ہے، کوئی دل بہلانے والی خبر آپ نے دی ہے اور پھر چلتے رہے اور دکھاتے رہے، چلتے رہے اور دکھاتے رہے کہ آپ مجبور ہو کر پھر وہ ٹی وی چینل آپ بند کر

لیتے ہیں کہ میں کیوں اس کو اور دیکھوں؟ ایک دفعہ بتادیا، غم کی بات ہے، کسی کا بیٹا فوت ہوا ہے، کسی کی ماں فوت ہوئی ہے، کسی کی بچی فوت ہوئی ہے، خدا کیلئے اس پہ اپنی وہ جو سرخیاں ہیں، وہ نہ لگائی جائیں کہ میں سرخی لگاتا ہوں۔ میں نے پہلے بہت زیادہ کام کیا، اطلاع کیلئے گورنمنٹ کو ضروری ہے کہ وہ وہاں پر جاکر ایکشن لے، یہ ضروری بات ہے۔ مجھے بھی کبھی کبھی اپنی سپیشل برانچ سے پہلے ٹی وی پہ پتہ چلتا تھا، یہ ہونا چاہیئے، اطلاع دینی چاہیئے، میڈیا کی جو بھی بات ہے لیکن میڈیا ذرا دیکھ لے کہ میں جو بات کہہ رہا ہوں، اس کی تحقیق کو پہنچے نا جو کچھ میں بتا رہا ہوں، اس میں اصل ہے کہ نہیں ہے، اس میں کسی کی دل آزاری تو نہیں ہے؟ تو اس میں بھی تھوڑا سا اگر وفاقی حکومت، صوبائی حکومت کام کرے کہ جو ابھی یہ باتیں سامنے آتی ہیں کہ آدھا آدھا گھنٹہ، لیکن دو دو دن یہ چلاتے ہیں صرف خیبر پختونخوا کے خون کو، جب پنجاب میں ہو جاتا ہے تو دس منٹ کے بعد وہ نہیں بتاتے ہیں، صرف اس صوبے میں جب کوئی واقعہ ہو جاتا ہے تو وہ چلاتے رہتے ہیں، چلاتے رہتے ہیں اور جب لاہور میں ہو جاتا ہے، جب اسلام آباد میں ہو جاتا ہے تو ایک آدھ گھنٹے کے بعد، اگر وہاں پر بلاسٹ ہوا ہے یا کچھ ہوا ہے تو پھر وہ یقین جانیئے میں اس انداز سے نہیں دیکھتا ہوں، ہم تو ویسے بھی اس صوبے کے لوگ پاگل ہو چکے ہیں، ہم تو ذہنی طور پہ مفلوج ہو چکے ہیں، اور ہمیں کیا ضرورت ہے مفلوج کرنے کی اور ذہنی طور پر پریشان کرنے کی؟ تو خدا کیلئے ان کے ساتھ کوئی بیٹھے اور یہاں پر تھوڑی سی تحقیق کے بعد، میڈیا کیلئے اخبار کیلئے ضرور یہ بات ہے کہ وہ تحقیق کرے، جو کچھ مجھ میں ہے دنیا کو بتادے، جو کچھ دوسرے میں ہے، وہ دنیا کو بتادے لیکن خدا کیلئے تحقیق کے بعد کہ آپ کے ساتھ اگر کوئی بات کرلے، اس میں کم از کم آپ ایک حقیقت تو بتادیں نا کہ کل یہ شرمندگی نہ ہو کہ یہ غلط بات ہے۔ میں سپیکر صاحب، آپ کا بھی مشکور ہوں اور اس پورے معزز ایوان کا بھی مشکور ہوں، جس شرافت سے اور میرے خیال میں ایک اہمیت کی نظر سے میری باتیں پورے ہاؤس نے سنیں، میری طرف سے میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آخر میں معذرت بھی کرتا ہوں، اگر میری کسی بات پر کسی کی دل آزاری ہوئی ہے، میں نے کبھی بھی کچھ غلط سوچ، کچھ اس بنیاد پہ بات نہیں کی ہے بلکہ میں نے تھوڑی سی اصلاح کی بنیاد پر اپنی تجاویز بھی دی ہیں اور اپنی بات بھی آپ کو پہنچائی ہے۔ یہ نہ میرا ذہن ہے اور میں اس صوبے کی روایات کو زندہ رکھنے والا آدمی ہوں، مجھ پر کبھی کبھی تنقید بھی ہو جاتی ہے کہ اپوزیشن خاموش ہے، وہ زیادہ اس طرح نہیں، میں کہتا ہوں کہ بڑی تکلیف میں ہم سارے ہیں، ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیئے، جو جائز بات ہے وہ ضرور ہم ایک دوسرے کو پہنچائیں گے بلکہ اگر ہم سے

کوئی یہ توقع رکھیں کہ ہم اپنا قیمتی واسکٹ یا دوسرے ساتھی کا قیمتی کوٹ پھاڑینگے اور پھر لوگ دیکھیں گے کہ اس کے بٹن بھی نہیں ہیں اور اس کے گریبان میں کچھ ہے بھی نہیں، ہم اس صوبے کے لوگوں سے کم از کم کوئی یہ سوچ نہ رکھیں، نہ اس کیلئے ہم کوشش کریں کہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں، ہم ایک دوسرے کو عزت دیں گے، وقار کے ساتھ ایک دوسرے کے کوٹ اور واسکٹ کا ہم احترام کریں گے، ایک دوسرے کی پگڑی کا ہم احترام کریں گے، یہ ہمارے کلچر کا حصہ ہیں۔ بڑی مہربانی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ نماز اور چائے کیلئے بیس منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ تھینک یو۔

(ایوان کی کارروائی نماز اور چائے کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، حاجی قلندر خان لودھی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے بجٹ 2012-13 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جناب سپیکر، یہ صحیح ہے کہ اپوزیشن لیڈر آپ پہلے بلاتے ہیں اور طریقہ بھی یہی ہے لیکن بس اس کے بعد کوئی دلچسپی سی ختم ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھیں ہاؤس میں، میں جو بات کرونگا تو میں نے کرسیوں کو سنانی ہے، نہ اس ہاؤس میں کوئی بیٹھا ہوا ہے، نہ کوئی سننے والا ہے۔ بہر حال میں کوشش کرونگا، درانی صاحب نے بڑی تفصیلاً ہر بات کو Highlight کیا، Repetition میں نہیں جاؤنگا جناب سپیکر، میں سابقہ اپنے ہی خدشات کے ذکر سے شروع کرونگا اپنی بات۔ جناب سپیکر، 2008-09 میں چونکہ گورنمنٹ کے پاس ٹائم نہیں تھا تو اس وقت بھی ہم نے بلاک ایلوکیشن پر انحصار کیا، پھر 2009 اور 2010 میں ایسے حالات آ گئے کہ ملک میں ایک آگ لگی ہوئی تھی، لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ تھا، Insurgency تھی اور اس کے بعد شورش تھی سارے ملک میں، صوبے میں، پینتیس اور چالیس لاکھ آئی ڈی پیز کا مسئلہ تھا، ہمارے بھائی گھر سے بے گھر تھے تو مجبوراً بلاک ایلوکیشن کو ہی اپنانا پڑا۔ پھر 2010 اور 2011 میں کچھ قدر حالات اچھے تھے لیکن اسی Trend کو پروموٹ کیا گیا۔ اسی طرح 2012 کو اسی کو Carry on کرنا پڑا۔ اب چونکہ جناب سپیکر، آپ نے جو میٹنگ بلائی، اس میں بھی گورنمنٹ نے یہ واضح طور پر کہا کہ ہمیں کوئی ایسا لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ نہیں ہے، کسی اور بات کا مسئلہ نہیں ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ جب تک آپ سیشن کو جاری رکھیں، جس طرح سے بھی آپ کریں، آپ کی مرضی ہے۔ اس کا

مطلب ہے کہ حالات کافی بہتر تھے تو اس پر Pre-budget meeting بھی کی گئی، میں مشکور ہوں فنانس منسٹر کا کہ انہوں نے خود بھی مجھے Call کیا، میں تو Attend نہ کر سکا لیکن چونکہ پشاور میں بھی ہوئی، مردان میں بھی ہوئی اور پھر ایبٹ آباد میں بھی، ایبٹ آباد میں بھی ہم لوگ وہاں آئے، میرے ساتھ دوسرے عباسی صاحب بھی تھے۔ انہوں نے ہر قسم کے ساتھی، دانشور اور سیکرٹری اور ہر محکمے کے چیف ایگزیکٹیو اور اس کے ساتھی، ہر مکتب فکر کے لوگ بلائے ہوئے تھے، وہاں بھی جناب سپیکر، بڑی اچھی تجاویز آئیں، این جی اوز والے بھی تھے۔ اس میں بھی میں نے یہی بات عرض کی، چونکہ صاحبزادہ صاحب چیئر کر رہے تھے، فنانس سیکرٹری صاحب، میں نے کہا کہ اس پر Implement کتنا ہوگا، آپ اتنی زیادہ Efforts کر رہے ہیں، ہم اسکو سراہتے ہیں لیکن ہم جو کہیں گے، اس کو کون مانے گا اور ہماری بات کہاں تک پہنچے گی؟ بہر حال وہاں پر بات ہم نے کی تو وہاں بھی یہی مسئلہ ہوگیا کہ اب پھر وہ جو ورثے والی بات ہے کہ ہمیں بلاک ایلوکیشن کی صورت میں بجٹ ملا۔ جناب سپیکر، اس میں بڑی قباحتیں ہیں، اس میں یہ ہے کہ اب جو ہمیں بلاک ایلوکیشن میں فرض کیا کہ ہماری واٹر سپلائی کے اندر سکیمیں ہیں تو جس وقت تک ان سب کا پی سی ون، ٹی ایس نہیں ہو جاتا یا Revise سب کا نہیں آتا تو اس وقت اسکی Approval نہیں ملتی اور ڈیویلپمنٹ کا جو Flow ہوتا ہے، وہ رک کر رہ جاتا ہے۔ چونکہ کسی ڈسٹرکٹ میں کوئی آفیسر Efficient ہوتا ہے، اسکا پہلے کام ہو جاتا ہے، کوئی فرم اچھی ہوتی ہے، وہ پہلے کام ختم کر لیتی ہے اور بعد میں جو باقی پچیس ضلعوں میں سے ایک دو ضلعے رہ جاتے ہیں تو اس کی وجہ سے ان ساروں کو Linger on کیا جاتا ہے، تو اس سے میرے خیال میں ایک ترقیاتی کام رک جاتا ہے جی۔ اس کے بعد جناب سپیکر، پھر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ اب جو بلاک ایلوکیشن میں آگئیں، جس طرح درانی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تو ان کو بھی میں نے سٹڈی کیا، ایجوکیشن کو ہم نے پچھلی دفعہ سو سکولز دیئے تھے تو اب اس پر پچاس آگئے، تقریباً نصف اس پر کٹ لگ گیا ہے لیکن ہمارے لوگ جو ہیں، وہ بلاک ایلوکیشن کو دیکھتے ہیں، اے ڈی پی کو دیکھتے ہیں، پڑھے لکھے لوگ ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ آپ چیف منسٹر سے کیوں نہیں مانگتے؟ ہمارے لئے دس سکول مانگ لو، اب وہ یہ نہیں سوچتے کہ پچاس سارے صوبے کیلئے اور میں دس کیسے مانگونگا لیکن وہ اگر اس کے بجائے PK کی Basis پر ہمیں پرائمری مل جاتا اور ہم اپنی طرف سے اور اس محکمے کا چیف ایگزیکٹیو اسکو Feasible کرتا، وہ ان سکیمز کو گورنمنٹ سے مانگ لیتے، چاہے ہمیں ایک سکول مل جاتا، دو کلو میٹر روڈ مل جاتا، ایک سکیم پانی کی مل جاتی تو ہم لوگوں کو بتا سکتے کہ میرا تو یہی حصہ ہے تو وہ لوگ بھی خاموش

ہو جاتے اور ہمایون صاحب کے اوپر جو پریشر تھا، وہ دن بہ دن بڑھتا رہا اور اسکے بعد دوسری قباحت جو ہے جناب سپیکر، یہ تو اچھی بات ہے، ہماری روایت بھی ہے کہ ہم نے اس روایت کو جاری و ساری رکھا ہوا ہے کہ ہم نے کس تحمل سے بجٹ تقریر کو سنا، ہم نے قومی اسمبلی کا معاملہ بھی ٹی وی میں دیکھا اور اسکے بعد پنجاب کا بھی دیکھا، پنجاب میں تو اپوزیشن کے اور گورنمنٹ کے راستے ہی اپنے اپنے ہیں، اپوزیشن اپنے راستے سے اسمبلی ہال میں آتی ہے اور گورنمنٹ اپنے، تو وہ بھی ہم نے دیکھا لیکن ہم نے اپنی روایت کو قائم رکھتے ہوئے اسے بڑے اچھے طریقے سے سنا اور وہ بات بھی کر رہے ہیں لیکن جناب سپیکر، اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارا چیف منسٹر بہت ہی اچھا انسان ہے، As a man اور اس میں بہت سی Qualities ہیں، وہ بڑی عزت دیتا ہے اور جو ہمارا ایم پی ایز کا Day ہوتا ہے، اس پر وہ چھ چھ بجے تک بیٹھے رہتے ہیں، ہماری بات سنتے ہیں لیکن یہ جمہوریت ہے، اس میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پانچ سال پورے ہو گئے ہیں، اگلے پانچ سال ہم نے پورے کر دیئے، آئندہ کیلئے بھی ہماری یہی خواہش ہے لیکن پھر جب اٹھارہویں ترمیم آتی ہے تو ہم پارٹی ہیڈ کو ڈیکٹیٹر بنا دیتے ہیں کہ سب اختیار اسکو دے دیتے ہیں اور اسی طرح بھی جب بجٹ کی بات ہوتی ہے تو سب ہی اپنے سی ایم کو خواہ مخواہ پھنسا دیتے ہیں کہ اسکو ڈیکٹیٹر بنا دیتے ہیں اور پھر ہم اسکو ریکویسٹ Submit کرتے ہیں اور ہر وقت، رات دن ہم اسکے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں اور اس کو بھی تنگ کرتے ہیں۔ اگر یہ پہلے سے اے ڈی پی میں ہماری Need basis پر ہمارے حلقوں کے حساب سے، اگر وہ آ جاتیں تو اس میں نہ اس کیلئے کوئی تکلیف ہوتی اور نہ ہی ہمیں اتنی زیادہ اس میں تکلیف ہوتی اور پھر میری خواہش یہ ہے آپ کے توسط سے کہ چونکہ سیکرٹری صاحبان یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اب جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا لیکن اب یہ ہے کہ اس پر جو پابندی ہے، وہ نہ ہو جیسا کہ ڈسٹرکٹ کی سکیمز ہیں، انکو اس طرح Approve کیا جائے، اسی طرح ان کو جاری رکھا جائے۔ چونکہ ہمارے پاس ٹائم بہت تھوڑا ہے، اگر بلاک ایلوکیشن ہے جس میں چند سو سکیمیں جمع ہونگی، تب اسکے ٹی ایس ہوگا یا اسکا Revise ہوگا تو اس سے سارا یہ کام رک جائے گا تو آپ کی طرف سے انکو کوئی ہدایت ہونی چاہیئے جناب سپیکر، اور اس کے بعد یہ ہے کہ یہ ہم نے ہمیشہ مثبت رویہ رکھا ہے۔ جناب سپیکر، اب مواصلات کے متعلق روڈز وغیرہ تو اسکے بعد پچھلی دفعہ اس کیلئے Repair کی بہت کم رقم رکھی گئی تھی، 2 ارب اور کچھ 32 کروڑ روپے اور اس دفعہ بھی 2 ارب 45 کروڑ 64 لاکھ اور 83 ہزار روپے ہیں۔ جناب سپیکر، یہ تو معیشت کیلئے بہت ضروری ہے شاہراہ کا ہونا، روڈوں کا ہونا، اس سے فارم ٹو مارکیٹ تک رسائی ہوتی ہے، اس سے صوبے کی معیشت بہتر ہو سکتی ہے،

روڈیں ہونگے تو اس میں کوئی اپنی چیز کو مارکیٹ تک پہنچایا جائے گا اس لئے اس کیلئے یہ کم رکھے گئے ہیں۔ دوسرا جناب سپیکر، یہ جو ہماری بجٹ تقریر ہے، اس کے صفحہ نمبر 19 پر آپ دیکھیں جناب سپیکر، تو 574 کلو میٹر ہمیں روڈز دیئے گئے ہیں اور اس میں اکتالیس Bridges ہیں لیکن اسمیں کوئی Reflect نہیں کیا گیا تو اسمیں میں نے اے ڈی پی میں دیکھی تو اس میں کوئی ذکر نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے جمع رقم رکھی ہو تو وہ اس کیلئے بھی میں یہ چاہونگا کہ ہمایون خان اپنی تقریر میں یہ بتائیں گے، ہمیں کہ یہ 574 کلو میٹر ہیں، اکتالیس Bridges ہیں یا اس میں کیا؟ اے ڈی پی میں تو مجھے نظر نہیں آیا کچھ۔ بہر حال اسکے بعد ہمیں زراعت کا مسئلہ ہے، جیسے ہم اسکو کہتے ہیں کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے، اس سے معیشت میں ترقی آتی ہے تو اس میں بھی ہمارے پاس ایک ایسا موقع تھا، جناب سپیکر، ہمیں ایسی شکل میں ایک وزیر ملا ہے جو کہ لینڈ لارڈ بھی ہے اور بڑا زمیندار بھی ہے اور بڑا سمجھدار اور انکا اپنا Vision ہے، ایک اپنا تجربہ ہے تو ہم اگر زراعت کیلئے اچھے خاصے پیسے رکھتے تو کم از کم ہم اپنے صوبے کو خود کفیل کر سکتے تھے، کم از کم سوکھی روٹی تو ہم مہیا کر سکتے، اس میں انہوں نے اتنی اچھی Reforms لائی ہیں، زراعت میں لیکن اس پیسے کی جو قلت ہے، وہ ان کے آڑے آرہی ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر، ہمارا یہ واٹر سپلائی کا جو مسئلہ ہے تو اس میں بعض سکیمیں ہیں، وہ Appreciate کرنی چاہئیں کہ جیسے یہ Rusted جو پائپ ہیں، انکو تبدیل کیا جائے تو یہ بہت ضروری ہوتا ہے جی، پندرہ سال، بیس سال، پچیس سال انکا کوئی ٹائم ہوتا ہے، اس کے بعد اسکو Automatically Change کرنا چاہیئے۔ چونکہ ایک تو وہ پائپ اتنے بوسیدہ ہو جاتے ہیں، اس میں Leakage شروع ہو جاتی ہے، اس میں پانی ضائع ہوتا ہے اور اس میں گندگی بھی آجاتی ہے اور اس میں صاف پانی کیلئے اور اس میں وافر مقدار میں پانی کیلئے یہ بھی ضروری تھا، یہ ایک اچھی انکی سوچ ہے، یہ اچھا انہوں نے کیا ہے۔ دوسرا جناب سپیکر، ایک جو ہے جیسے ابھی 150 کو میں نے دیکھا ہے، 150 ہماری واٹر سپلائی سکیمیں ہیں تو اس کیلئے 27 سو ملین روپے ہم نے رکھے ہیں۔ جناب سپیکر، ہمارا کوئی میدانی حلقہ نہیں ہے، ہم میدان میں نہیں رہ رہے ہیں، ہمارا Source کہاں ہوتا ہے، میلوں دور Source ہوتا ہے اور ہمارے پہاڑی علاقے ہوتے ہیں، ہماری ایک ایک سکیم پر تین تین، چار چار، پانچ پانچ کروڑ تک پہنچ جاتے ہیں تو اگر ہمیں اسی طرح Division ملی ہے، ہمیں اس کے پورے، جتنا اس کا پی سی ون ہے یا اس کی جتنی Requirement ہے، اگر اس سکیم کو وہ پیسے نہ ملے تو یہ جو باقی اور سکیمیں ہیں، وہ بھی نہیں ملیں گی اور پیسے بھی خرچ ہو جائیں گے، نہ لوگوں کو فائدہ ہوگا اور گورنمنٹ کا بھی خرچہ ہو جائے گا تو اس پر سوچنا

چاہیئے۔ جناب سپیکر، سکیمیں جو دی جائیں، ان کو کم از کم Complete کیا جائے تو اس کیلئے بھی، اور اس کے بعد جناب سپیکر، یہ میں مشکور ہوں کہ یہ ایبٹ آباد گریٹر واٹر سپلائی سکیم جو عرصہ دراز سے چلی آ رہی تھی، وہ چار ارب یا پانچ ارب کی جو بھی ہے، وہ چل رہی ہے لیکن ابھی اس پر سست روی سے کام ہو رہا ہے، اگر گورنمنٹ اس پر توجہ دے تاکہ اتنی بڑی رقم ہمیں باہر سے مل گئی ہے تو کم از کم ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کو تو ہم صاف ستھرا پانی بروقت فراہم کر سکیں اور بڑا مسئلہ ہے جی، ہمارے ڈسٹرکٹ کا پانی اور اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر، توانائی کی جو بات کی ہے، درانی صاحب نے تو بڑی ڈیٹیل سے بات کی ہے، اس لئے میں Repetition میں زیادہ ادھر بات نہیں کرتا لیکن وہ اچھا طریقہ ہے کہ ہم اگر دو سو میگاواٹ بجلی حاصل کرتے ہیں اور اچھی سوچ ہے گورنمنٹ کی لیکن یہ کب تک، یہ اس کو کب تک Complete کریں گے؟ اس پر کوئی بات نہیں کی گئی۔ میں چاہونگا کہ فنانس منسٹر صاحب ہمیں یہ بھی بتائیں کہ یہ کب تک ہمارے منصوبے مکمل ہونگے، Complete ہونگے؟ جناب سپیکر، ڈیموں کی بات ہوئی ہے تو ٹھیک ہے یہ جس گورنمنٹ نے بھی شروع کئے ہیں، جس نے بھی کئے ہیں تو اس میں ہمارے ڈسٹرکٹ ایبٹ آباد کے بھی تھے تو اس میں میرا ابھی PK-46 کا ایک ڈیم تھا جس کی فزیبلٹی رپورٹ، اس پر کام بھی ہوا ہے اور دو تین مہینے ادھر کام بھی اور Feasible بھی ہے تو اس کے بعد ابھی پتہ نہیں ہے کہ یہ ان بیس ڈیموں میں شامل بھی ہے لیکن ابھی تک نہ اس کا کوئی ٹینڈر ہے، اور یہاں نہیں ہے، مجھے تو اس آفس کا نہیں پتہ، پہلے سمال ڈیمز کے کوئی آفسر وغیرہ ہوتے تھے، ابھی وہ بورڈ انہوں نے Change کر دیا ہے، ابھی پتہ بھی نہیں ہے کہ کہاں سے ہم پتہ کر لیں تو میں گورنمنٹ کی وساطت سے کہ یہ میری وہ Approved scheme ہے تو اس سے میرے علاقے میں بڑی ترقی آ جائے گی، وہ پانی جب جمع ہو جائے گا اور میرے آگے بڑی زمینیں اور بڑا ایریا سیراب ہوگا تو اس سے خوشحالی آئے گی صوبے میں، تو اس پر توجہ دی جائے جی۔ وہ چمک میرا کے مقام پر بن رہا ہے جی، یہ بہت اچھی سکیم ہے، اس میں ہماری ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ یہ Large scale پر ہو صوبے میں تو وہ بھی بہت اچھا ہے لیکن یہ جو گورنمنٹ نے شروع کی ہے، یہ اچھی بات ہے۔ تعلیم کے بارے میں، یہ ایجوکیشن کے بارے میں میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ پہلی دفعہ یہ ہمارے سکول ابھی بھی Established بھی ہیں، پرائمری کے اور پرائمری سے مڈل بھی ہو رہے ہیں اور مڈل سے ہائی بھی ہو رہے ہیں اور ہائی سے ہائر سیکنڈری ہو رہے ہیں لیکن یہ ان کو کاٹ کر کے آدھے آدھے ہو گئے ہیں، تو چاہیئے کہ یہ تو آخری سال تھا، یہ زیادہ ہونے چاہیئے تھے تو لوگوں کی ضرورت اور ڈیمانڈ بھی زیادہ

ہوتی ہے، آخری سال کا پریشر بھی ہوتا ہے، ڈیمانڈز بھی آجکل ہم کرتے رہتے ہیں تو وہ ہمیں دینا تھے لیکن وہ پہلے کے بجائے کم ہو گئے ہیں جی۔ اسی طرح جناب سپیکر، ہماری جو بجٹ تقریر ہے، اس میں صفحہ نمبر 16 پر یہ اس میں پانچ سو کمروں کا، ایڈیشنل رومز کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ اے ڈی پی میں دو سو ہیں۔ اب منسٹر صاحب مجھے بتائیں کہ یہ دو سو ٹھیک ہے یا یہ جو میرے پاس بجٹ تقریر ہے، آپ نے جو کل پڑھی ہے، سنائی ہے ہمیں؟ اور میں نے بھی اس کو دیکھا، صفحہ نمبر 16 پر ہے اور Page No. 8 پر ہے تقریباً، اے ڈی پی میں دو سو ہیں اور یہاں یہ پانچ سو ہیں تو اس میں صحیح کونسا ہے؟ اس کے بعد جی صحت، اس دفعہ کافی رقم رکھی گئی ہے، اچھی بات ہے جی، تعلیم پر بھی زیادہ ہونی چاہیئے، جس طرح اچھائی ہو گی، بہت ضروری ہے لیکن اس پر بھی اچھی بات ہے کہ جو زیادہ رقم رکھی گئی ہے، اس میں آٹھ سو مریض جو ہیں، ان کا مفت علاج ہو گا ہیپاٹائٹس میں اور اس میں، اس کے بعد کینسر کے مریضوں کا، یہ بھی چودہ سو اور آٹھ سو کی نسبت بنائی ہے، ڈینگی فیور کیلئے بھی انہوں نے کوئی منصوبہ بنایا ہے۔ جناب سپیکر، اب یہ ہے کہ یہ دیکھنا ہے کہ یہ جو علاج مفت کرینگے، یہ کن لوگوں کا کرینگے؟ یہ تو ان لوگوں کا جو کہ غریب ہیں، نادار ہیں، بے کس ہیں، جن کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، اگر اس میں بھی ہم نے Priority دے دی، ضرورت تو ہر ایک کی ہے، اگر دیکھیں یہاں ہم اسمبلی کے فلور پر بیٹھے ہوئے ہیں، گورنمنٹ نے ہمیں Entitled کیا ہوا ہے، کچھ لوگ ہیں ہمارے، اپنے اوپر لاکھوں میں، کروڑوں میں خرچہ کرتے ہیں اور کوئی ڈسپرین کی گولی بھی نہیں لیتے ہیں، وہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا غریب صوبہ ہے، میں اس کی بچت کروں اور یہ رقم دوسری چیزوں پر خرچ ہو جائے۔ تو یہ ہے کہ گورنمنٹ Priority رکھے کہ یہ نادار، بے کس غریب لوگوں پر خرچ کی جائے جی، ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی اس طرح ہو جی۔ یہ ہمارے ڈاکٹروں کیلئے جو الاؤنس ہم نے رکھا ہے، یہ اچھی سوچ ہے، 7 ہزار سے بڑھا کر 20 ہزار ہو گیا اور 10 ہزار سے بڑھا کر 30 ہزار ہو گیا، یہ بھی اچھی بات ہے۔ ہارڈ ایریا میں شاید وہ لوگ اب جائیں گے، پہلے تو ڈاکٹر نہیں جاتے تھے تو اب یہ اچھی بات ہے گورنمنٹ کی اور اس طرح جناب سپیکر، جنگلات کے بارے میں ہم بات کرتے ہیں تو جنگلات ہمارا بڑا اثاثہ ہیں، قیمتی اثاثہ ہیں صوبے کا لیکن وہ تو چٹیل میدان بن گیا ہے۔ اس میں جو سمگلنگ ہو رہی ہے، جو غیر قانونی طور پر کٹائی ہو رہی ہے، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس اہلکار بہت کم ہیں، جو فارسٹ گارڈ ہم اس کو کہتے ہیں، وہ کم ہیں۔ تو وہ میں نے اے ڈی پی میں نہیں دیکھا، اس کیلئے کوئی سوچا جائے۔ پہلے بھی میں نے دو تین دفعہ Highlight کیا تھا کہ ان کیلئے کوئی ایسا ہو کہ سو کلو میٹر پر یا ڈیڑھ سو کلو میٹر پر آپ

ایک آدمی کو کھڑا کرینگے، وہ پیدل کیا کیا کنٹرول کریں گے؟ تو اس کیلئے ایریا پر آدمی کو زیادہ ہونا چاہیئے تاکہ وہ کنٹرول کریں۔ اسی طرح چیک پوسٹس وغیرہ بھی زیادہ کی جائیں تو یہ شاید کوئی ہمارا جنگل بچا سکیں جو کہ نہیں بچ سکتا۔ تو اس کیلئے ان کے جو چند منصوبے ہیں، کوئی چار منصوبے ہیں، اس کیلئے 57 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، یہ بھی بہت کم ہیں تو اس پر بھی ذرا نظر ثانی کی جائے اور جناب سپیکر، اسی طرح سے ملازمین، یہ جو ہمارا سیمینار ہوا تھا ایبٹ آباد میں، صاحبزادہ سعید صاحب بھی تھے، سیکرٹری صاحب بھی تھے، Ex-Ministers بھی تھے، Economists بھی تھے، وہ بھی بیٹھے ہوئے تھے تو وہاں بڑی باتیں ہوئیں۔ اس میں میرے ایک ذمہ دار نے ایک سوال کیا کہ یہ پاکستان کی معیشت ہم کیسے اپنے پاؤں پر کھڑا کر سکتے ہیں؟ تو اس میں میرے صوبے کے ایک بڑے ذمہ دار نے یہ جواب دیا، اس نے بڑے ڈر سے جو جواب دیا کہ اگر ہم تنخواہوں میں اضافہ بند کر دیں تو شاید یہ جو بوجھ اتنا بڑھتا ہے، تقریباً میرے خیال میں دو کھرب کا پورے ملک میں جیسے Twenty percent یا اس طرح بڑھتا ہے تو اس سے بھی معیشت کو ایک تقویت مل سکتی ہے۔ اس پر مجھے بڑا دھچکا لگا، میں نے کہا کہ یہ شاید ہو سکتا ہے کہ اس وقت ہمارے جو ملازمین ہیں، ہماری جو مہنگائی ہے، وہ تو دن رات ایسی چھلانگیں لگا لگا کر بڑھ رہی ہے، اگر ہمارے ملازموں کی یہ Twenty percent، وہ بھی ایڈہاک پر ہم ان کو دے رہے ہیں، اس پر بھی میرے تحفظات ہیں، ایڈہاک دینے پر، تو اس پر بھی وہ جو دے رہے ہیں، وہ Twenty percent، اگر یہ بھی نہ دیتے پنشن میں یا اس میں، تو بڑی زیادتی ہو جاتی، یہ گورنمنٹ نے مشکل وقت میں ایک اچھی بات کی ہے کہ چونکہ وہ ملازمین بھی ہم میں سے ہیں، ہمارے لوگ ہیں، ہمارے بھائی ہیں، ان کی بھی ضرورتیں ہیں جی، کتنی کتنی ضرورتیں ہیں اور کتنی تنخواہیں، وہ بھی اتنی زیادہ نہیں ہیں تو اس میں یہ دینا اچھی بات ہے جی۔ اس کے بعد جناب سپیکر، 'باچا خان خپل روزگار سکیم' پر جو آپ نے پچھلی دفعہ بھی رواں سال میں دو ارب روپے خرچ کئے اور اس دفعہ بھی ایک ارب روپے دے دیئے۔ سکیمیں تو جناب سپیکر، بہت اچھی ہوتی ہیں، جو بھی بنائی جاتی ہیں، اب بات ہے Implementation کی کہ اس پر Implemention کیسے کی جاتی ہے؟ جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ میرا جو حلقہ ہے، PK-46، وہ تین لاکھ آدمیوں پر مشتمل ہے تو مجھے یہ یقین نہیں کہ میرا کوئی ایک آدمی بھی آیا ہوگا، وہاں پر کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی، یہاں پشاور تک وہ کیسے آئیگا، کیسے کریگا؟ اس کو اگر سہل بنایا جائے، اگر اسے کوٹہ سسٹم کر کے ایم پی ایز کو دیا جائے، اس کیلئے کوئی Criteria بنایا جائے اور سارے اس کے ڈاکومنٹس اور جو بھی اس کیلئے ضرورت ہے، وہ Submit

کریں، ٹھیک ہے اس کی چیکنگ بھی کی جائے کہ حقدار ہے یا نہیں ہے؟ لیکن اس طرح سے میرے خیال میں بہتر ہوگا، کم از کم سارے صوبے میں لوگوں کو اس سے حصہ مل جائیگا، جو نادار غریب ہیں، ورنہ تو یہاں پر وہی ہوگا، جو Approachable لوگ ہیں، وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور ہمارے غریب لوگ تو ہم تک نہیں پہنچ سکتے تو پشاور تک کیسے پہنچیں گے جناب سپیکر؟ (تالیاں) تو اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس چیز پر چونکہ عوام Trust کرتے ہیں تو گورنمنٹ کو بھی اس پر Trust کرنا چاہیئے، ان کے Through اگر یہ مسئلہ حل کیا جائے اور جو بھی کوائف ہیں، اس سنٹر میں جو بھی ہیں تو وہاں سے اس کو اگر کوئی کوٹہ سسٹم ایم پی ایز کو کتنا دیا جاتا ہے تو میرے خیال میں اس میں بہتری آئیگی۔ جناب سپیکر صاحب، Liability کی بات ہوئی، میں بڑا خوش ہوا کہ یہ جو Ongoing schemes ہیں، ان کیلئے کچھ زیادہ پیسے رکھے گئے ہیں اور اس پر یہ ہے کہ یہ ختم ہو جائینگی اور یہ Liability آئندہ گورنمنٹ کیلئے، بجٹ تقریر میں بھی انہوں نے فرمایا کہ ہم نے آئندہ گورنمنٹ کیلئے آسانی پیدا کی تاکہ اس کیلئے کوئی Liability نہ رہے۔ جناب سپیکر، یہاں میں آپ سے ریکویسٹ کرونگا، آپ نے ہمارے ساتھ بڑی شفقت کی، ہر وقت آپ ہماری بات بھی سنتے ہیں، ہمارے مسئلے کو بھی آپ گورنمنٹ سے ہٹ کر یعنی گورنمنٹ سے ہمارے مسائل کو حل کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب سپیکر، ہمارے ساتھ ایک بیماری لگی ہوئی ہے، ہم ایک مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں، 2005 میں ہم پر زلزلہ آیا، ہزارہ ڈویژن میں جو تباہی آئی، اس کو میں ایک ایک، دو دو کر کے گن لوں تو یہ آپ سب کے علم میں ہے، تو اس میں 'ایرا' اور 'پیرا' نے جو ہمارے کھڑے سکول تھے، جو بلڈنگیں تھیں، وہ بھی گرادی گئیں، اس وقت کیا پالیسی بنی؟ وہ بھی کنٹریکٹرز لے گئے اور ابھی تک وہ سکول نہیں بنے ہیں، وہ کھنڈرات ویسے ہی ہیں۔ اسی طرح سے میرے روڈز کے حالات بھی ایسے ہی ہیں، پانی کی سکیمیں بھی اسی طرح ہیں، تو اس میں یہ 2005 کی بات ہے اور آج میں 2013 کے بجٹ پر بات کر رہا ہوں، تو پانچ سال میں میری وہ بچیاں اور بچے ابھی تک وہ گرمی سردی میں باہر بیٹھے ہوئے ہیں تو اس میں قباحتیں یہ ہوئی ہیں کہ وہ (پیسہ) ڈیپازٹ ہوا تھا ملک سے بھی اور باہر سے بھی، اس کے بعد اس پر کام شروع ہوا ہے، مجھے پتہ نہیں کہ وہ میرا پیسہ کہاں چلا گیا؟ اب پہلے سامنے جو 2008-09 میں، 2009-10 میں مرکزی گورنمنٹ نے 24 ارب روپے دیئے، اب اس کے بعد 2010-11 میں بھی 10 ارب دے رہے ہیں، 2011-12 میں بھی 10 ارب دے رہے ہیں، اس دفعہ بھی 2012-13 میں بھی 10 ارب تو یہ تو Liability پوری نہیں ہوتی کنٹریکٹرز کیلئے، اس وقت پانچ

سال دس سال، چھ سال پہلے ٹینڈر دیئے تھے، ان کے ریٹ اور آج کے ریٹ، اب اس وجہ سے وہ لوگ ہم سے بھاگ رہے ہیں، وہ ویسے ہی کھنڈرات ہیں تو جہاں Liability کی بات ہو رہی ہے تو جناب سپیکر، یہ آیا Liability نہیں بن جائیگی کہ صوبے کی آنے والی گورنمنٹ کیلئے وہ کیا کرینگے، ان کھنڈرات کو انہوں نے مکمل نہیں کرنا، ان بچوں کو انہوں نے چھت کے نیچے نہیں بٹھانا، ان روڈز کو انہوں نے Complete نہیں کرنا؟ تو میں آپ کی وساطت سے اس گورنمنٹ کو اور خصوصاً چیف منسٹر صاحب کو کہ وہ ہمارے بڑے باہمت نوجوان اور بڑے صلاحیت والے اور باجرات آدمی ہیں، ان کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے تو انہیں چاہیئے کہ اس کام کو Take up کریں۔ ابھی پرائم منسٹر تھے اور کچھ نہ کچھ کسی طرح سے ان سے کوئی پیسے ملتے ہیں تو 10 ارب کے بجائے اگر وہ 30 ارب لے آتے ہیں تو کم از کم ہمارے کام شروع ہو جائیں گے، ورنہ ہزارہ تو کھنڈرات، محرومی کا جو گڑھ ہے، وہ دوبارہ بھی محرومی میں ہو جائیگا۔ جناب سپیکر، یہی نہیں ہے، آپ یہی کہیں گے کہ یہ جب بھی بات کرتے ہیں ہزارہ کی، ہزارہ 1/3 ہے صوبے کا، تو ہم کہتے ہیں کہ ہزارہ بھی اس صوبے کا حصہ ہے تو اب اس کو اتنا محروم رکھنا کہ ابھی اس کے پیسے ہیں جس کیلئے کوئی لڑائی نہیں لڑ رہا، اگر یہ کسی اور جگہ ہوتا تو میرے خیال میں اس پر تو کافی کچھ ہو جاتا لیکن ہمیں ابھی تک اس میں جو 2005 میں زلزلے کی ہماری تباہی ہے، وہ ابھی تک، اس میں میرے خیال میں کوئی Thirty percent بھی ہمارے کام کی بحالی نہیں آئی، وہ Seventy percent ہم کب تک کرینگے، کتنے سال ہمیں اور چاہئیں اور آگے میرا صوبہ اے ڈی پی کیسے بنائیگا، وہ لوگوں کو کیا کہے گا کہ آپ ہمارے ہیں نہیں یا آپ کو ہم Own نہیں کرتے؟ اگر مرکز بھی انکار کر دے تو وہ پیسے کا کیا بنے گا؟ یہ بڑی سوچ کی بات ہے۔ جناب سپیکر، اس سے ہٹ کے ایک اور بات ہے، ایکسپریس وے کو آپ نے کتنی توجہ دی، آپ ایبٹ آباد گئے، آپ نے وہاں وفاقی وزیر کو بلایا، آپ نے وفاقی سیکرٹریز کو بلایا، آپ نے ہم سب کو بلایا، آپ نے تکلیف کی، آپ نے چیئر کیا، ہم آپ کے مشکور ہیں۔ اس کے بعد اس پر کیا ہوا؟ بس وہ ٹائم فریم کہ بھئی ابھی اس کا افتتاح کرینگے اور وہ بھی نہیں ہوا۔ اس کے بعد پھر آپ نے یہاں اسمبلی میں بلایا، ہم آپ کے مشکور ہیں یہاں ان کو کافی بات ہوئی تو اس پر ابھی آپ بھی گئے اور چیف منسٹر صاحب بھی گئے، ہری پور میں جا کے انہوں نے لینڈ اونرز کو کچھ پیسے بھی دے دیئے لیکن جناب سپیکر، وہ تو پھر ٹھپ پڑ گیا، وہ منصوبہ میرا، اس کو کون کریگا؟ یہ صوبائی گورنمنٹ ہی سرپرستی کرتی ہے، چاہے اس میں زلزلہ آئے، چاہے ایکسپریس وے ہے، چونکہ صوبے میں یہ کام ہو رہے ہیں تو یہ ان سے میری گزارش ہو گی کہ اس کا بھی کچھ اتہ پتہ کرینگے

کہ یہ ہمارا کام، کہاں ایکسپریس وے چلا گیا؟ جناب سپیکر، اس کے بعد یہ ہماری جو بات ہے تو اس میں ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں، ساری گورنمنٹ یہ کوشش کر رہی ہے لیکن آپ دیکھیں کہ ہزارہ کی جو محرومی ہے، ابھی تک پچھلے یہ پانچ سال میں کوئی میگا پراجیکٹ ہمیں ابھی تک ہزارے میں نہیں ملا۔ آج اس پر ہم یہ سوچیں کہ ہم 1/3 کا دعوی کرتے ہیں اور ہمیں کچھ Own کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، آپ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیوں ایسا کرتے ہیں، محرومیاں آجاتی ہیں، جب دیکھتے ہیں، حالات واقعات کو دیکھتے ہیں تو اس میں محرومی بڑھتی ہے، اگر میرے زلزلے کے یہ سارے کام In time ہو جاتے، میرے ایکسپریس وے پر کام لگ جاتا، اس میں لوگوں کو روزگار بھی ملتا، کام بھی ہوتا، لوگ خوش ہو جاتے کہ کچھ ہو رہا ہے۔ اب نظر کچھ نہیں آتا جناب سپیکر، ہم نے پانچ سال یہاں گزار لیے، یہاں ہم لوگوں کو آسرا دیتے رہے کہ آج نہیں کل، آج نہیں کل اور آج ہم نے ان کے سامنے جانا ہے، یہ لوگ ہمارا حشر نشر کرینگے، وہ تو آپ بھی سن لیں گے۔ یہ ہزارے کا جو ازالہ ہے، اس کا ابھی جو اس وقت ہو سکتا ہے تو میری اس گورنمنٹ سے یہ گزارش ہے کہ یہ کرے اور اس کے ساتھ ابھی درانی صاحب نے بھی کہہ دیا کہ خیبر کی جگہ ہزارہ لگنا چاہیئے تھا اور اس کے قائد نے بھی کہہ دیا، سب پارٹیوں نے کہہ دیا، صرف ابھی تک اسفندیار ولی صاحب کے منہ سے ہم نے نہیں سنا لیکن چیف منسٹر صاحب کے ہم مشکور ہیں، انہوں نے کہا کہ بنے، ہزارہ صوبہ بنے بسم اللہ، ہم اس کے بھی مشکور ہیں، سب پارٹیاں کہتی ہیں، پیپلز پارٹی کہتی ہے، جے یو آئی کہتی ہے، کیو لیگ کہتی ہے، نون لیگ کہتی ہے، سب کہتی ہیں۔ تو جناب سپیکر، آپ سے ہماری ریکویسٹ ہے کہ ایک پارٹی، اس کو بھی ہم ریکویسٹ کرینگے، قوم کے سامنے کل ہم بھی سرخرو رہیں کہ جناب سپیکر، ہمارے ایک عوام ہیں، عوام کی ایک ریکویسٹ ہے کہ پہلے تو یہ میرا ایک دیوانے کا خواب تھا، 08/04/2010 کو میں نے قرارداد جمع کی اور میرے بعد بھائیوں نے بھی جمع کی، جب آپ نے سیشن بلایا، ہمیں پوچھا کہ کیا ہوا؟ 12 اپریل کو جب میرے بہت سارے بھائی شہید ہو گئے تو آپ نے بلایا تھا، آپ کی مہربانی تو اس پر میرے بعض بھائی مجھ پر ہی برس پڑے کہ بھئی یہ لودھی کو چاہیئے لیکن شکر الحمد للہ اب تو سب نے قراردادیں جمع کر دی ہیں، اب سب اس ضرورت کو سمجھ گئے ہیں کہ یہ ہزارہ کی ضرورت ہے اور ایڈمنسٹریٹیو گراؤنڈ پر اس کو صوبے کا درجہ دینا چاہیئے، تو اس کیلئے بھی آپ سے گزارش ہو گی، جیسے آپ نے نام پر کر لیا، آپ کو نصیب ہو اور خوشیاں نصیب ہوں، ایک قرارداد پاس کرادیں اس سیشن میں تاکہ ہم بھی اپنی قوم کے سامنے سرخرو ہو

کے چلے جائیں تو صوبہ بنتا رہے گا، جب بھی بنے، ابھی ہم سے عوام مانگتے ہیں جی۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ خلیفہ عبدالقیوم صاحب۔

خلیفہ عبدالقیوم: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جس طرح سب حضرات کو معلوم ہے کہ موسم کے مطابق قوم کا سب سے بڑا مسئلہ بجلی کا ہے اور بجلی کی وجہ سے صوبائی حکومت بھی اور مرکزی حکومت بھی مکمل طور پر فیل ہو چکی ہیں۔ ہمارا شہر ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نہر کی وجہ سے جس کی ابھی اور لفٹیں بھی بنانی ہیں، وزیراعظم اور صوبائی حکومت بار بار اعلان کر چکے ہیں، ہم اپنا حق سمجھتے ہوئے صوبائی حکومت اور اسمبلی سے عاجزانہ درخواست اور اپیل کرتے ہیں کہ لفٹ کینال پر جلد سے جلد کام شروع کیا جائے۔ صرف ایک نہر چلنے کی وجہ سے ہمارے شہر میں چار پانچ شوگر ملیں کام کر رہی ہیں اور گنا اتنا ہوتا ہے کہ ہر وقت، ہر سیزن میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بن جاتا ہے اور اس گنے اور چقندر کی پیداوار کی وجہ سے المعیز شوگر ملک کے ہمارے ہاں انتظامی حکمرانوں سے بار بار رابطے اور میٹنگز کرنے کے باوجود واپڈا اس چیز پر بالکل تیار نہیں ہے اور یہ ملیں ضلع کی بجلی کو پورا کرنے، اور بجلی بھی اتنی سستی، اتنی سستی کہ ہر عام اور ہر غریب آدمی ہر سہولت حاصل کرنے کیلئے مکمل طور پر استعمال کرنے کی سکت رکھتا ہے، بل مختصر ہو گا لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ضلعی اور صوبائی حکومت ان کے اس مطالبے کو کہ جس کی وجہ سے ان کو کافی مالی فائدہ بھی ہوتا ہے اور ان کو کافی فصل بھی اسی ضلع سے میسر ہوتی ہے اور ان شوگر ملوں کی وجہ سے اسی ضلع کو کافی بیماریوں اور کافی تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور عوام کا یہ حق بنتا ہے کہ حکومت یہ فیصلہ لازمی کرائے اور واپڈا کو اس چیز پر مجبور کرے کہ یہ مل جو بجلی میسر کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے ارزاں قیمتوں پر، واپڈا کیوں رکاوٹ ہے؟ میں اس اسمبلی کی وساطت سے جناب سپیکر صاحب، آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ملوں کے مالک اور مل انتظامیہ کو بلایا جائے اور واپڈا کو ان کے ساتھ بٹھایا جائے اور واپڈا کو اس اسمبلی کی وساطت سے مجبور کیا جائے کہ وہ ان ملوں سے بجلی لے اور ارزاں بلوں کیساتھ عوام کو عطا کرے۔ میں اپنے ممبروں سے بھی درخواست کرتا ہوں اور آپ سے بھی درخواست ہے کہ آپ میری اس آواز پر، میرے اس مطالبے پر میری حمایت کریں کہ شوگر ملز جو صوبائی حکومت کو بجلی دینا چاہتی ہیں اور عوام کیلئے ارزاں قیمت پر دینا چاہتی ہیں، صوبائی حکومت واپڈا کو مجبور کرے کہ یہ ملوں کی بجلی حاصل کرے اور عوام کو بجلی کی سہولت حاصل کرنے کا موقع دے اور ان شاء اللہ مجھے امید ہے کہ اتنی کھیپ ہمیں ملے گی، اتنی تعداد

میں ہمیں ان ملوں سے بجلی ملے گی کہ صرف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نہیں، ارد گرد کے اضلاع کو بھی ہم ان شاء اللہ دے سکیں گے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس کا خصوصی نوٹس لیں گے، خصوصاً المعیز کے ساتھ فی الفور رابطہ کرنے، ان کو بلانے اور ان کے مالکوں کے ساتھ واپڈا کو بٹھا کہ بجلی حاصل کرنے میں ہمارے عوام کے ساتھ خصوصی احسان کریں۔ دوسری گزارش اس کے ساتھ یہ ہے کہ میں اپنے ضلع کیلئے آپ کے طفیل، بلور صاحب بھی تشریف فرماہیں، بہت سارے محکمے ایسے ہیں جس طرح کمیٹی کا محکمہ ہے، دوسرے تیسرے محکمے، اس کیلئے باقاعدہ طور پر صوبائی حکومت اپنے دفاتر کے ڈائریکٹروں وغیرہ کو بھیج دے اور اس میں علاقے کے ایم پی ایز کو شامل کرے تاکہ ان کی کارگزاری کی تحقیق اور ان کو دیکھا جاسکے کہ کمیٹی کی آمدن کتنی ہے اور کمیٹی کے اخراجات کتنے ہیں اور کمیٹی کے کام، وصولی ہوتی ہے دفتر کو اور دفتر کے حضرات کو معلوم تک بھی نہیں ہوتا اور ان کے کام کی یہ صورتحال ہے کہ شہر میں گزرنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ اب ہمارے شہر میں کمیٹی کے کام نہ ہونے کی وجہ سے گھروں کے نلکوں کا پانی اور واٹر پمپوں کا پانی پینے کے قابل نہیں رہا، اس سے بڑی بڑی بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں اور وبائی بیماریوں کا مزید خطرہ ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان بعض محکموں کیلئے صوبائی حکومت کمیٹیاں بنائے اور ان میں ذمہ دار افسروں کو بھیج دے اور اس میں علاقے کے ایم پی ایز کی شرکت لازمی بنائی جائے تاکہ ان کی جو کمزوریاں ہیں تاکہ ان کی جو غلطیاں ہیں، ان کی صوبائی حکومت کے پاس پوری پوری رپورٹ آسکے۔ اسی کے ساتھ جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ ملز ہمیں بجلی دینے کی Offer بھی کر چکی ہیں اور دیتی بھی ہیں اور ارزاں قیمتوں پر بھی دیتی ہیں، وہاں پر واپڈا کا جو معاملہ ہے، تقریباً ہماری ساری قوم کو، تقریباً ساری قوم کو غلط بل بھیجنے کی وجہ سے، صحیح بل نہ بھیجنے کی وجہ سے کنڈے لگانے کا عام رواج ہو چکا ہے اور ان لوگوں نے مجبوری سے کیا ہے اور لوگوں کے بل لاکھوں روپے کے قریب پہنچ چکے ہیں لیکن کسی کے اندر اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ اتنے زیادہ بل جمع کر سکے۔ اس لئے میں سپیکر صاحب، آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ واپڈا کو بٹھایا جائے تاکہ عوام، جن کے بل اتنے بڑھ چکے ہیں، جو انکی بجلی خرچ ہوئی ہوتی ہے، اسی کے مطابق ان کو جائز بل بنا کر دوبارہ میٹر نصب کرنے اور قانون کے مطابق بجلی استعمال کرنے کا حق دیا جائے، چوری پر قوم کو مجبور نہ کیا جائے۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ہاں محکمہ تعلیم کا جو ناگفتہ بہ حال ہے، جن اساتذہ کرام کے متعلق فیصلہ جات تھے، میں گزارش کرونگا کہ فیصلے ہونے کے بعد انہی اساتذہ کرام کو جن کے تعلیمی کوائف مکمل ہو چکے ہیں، ان کو ترجیح دیکر، ہمارے ہاں تعلیم کے تمام سکولوں کی تقریباً تقریباً حالت بہت خراب ہے،

استادوں کی کمی پوری کرنے کیلئے میں اپنے ممبر بھائیوں کی وساطت سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس پر بھی فی الفور کارروائی کی جائے۔ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان وہ شہر ہے کہ جس کے لوگ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پوری دنیا میں اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر، اعلیٰ اعلیٰ مقام پر موجود ہیں، اب ہماری تعلیمی کیفیت آپ نے پچھلی دفعہ دیکھا کہ ہمارے بورڈوں کا نتیجہ بہت برا نکلا جو پورے پاکستان کی تاریخ میں اس طرح نہیں آیا۔ میں یہ بھی گزارش کرونگا کہ اساتذہ کرام کی جو کمی ڈیرہ اسماعیل خان میں تین چار سال سے آرہی ہے، اس کمی کو بھی فی الفور پورا کرنے کی میں درخواست کرتا ہوں، عاجزانہ مطالبہ کرتا ہوں۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ گومل زام پر کام کو مزید تیز کیا جائے اور لفٹ کینال کا بھی صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس پر صوبائی حکومت، ہم اس چیز کیلئے بھی تیار ہیں کہ ہمیں اپنے ملک میں یا بیرونی ملک سے چندہ لانے کیلئے اگر حکومت کا تعاون رہا تو یہ لفٹ کینال اور گومل زام کو تکمیل تک پہنچانے کیلئے ہم ہر تعاون کیلئے تیار ہیں۔ واپڈا کیلئے جو ملوں کے بارے میں نے عرض کیا ہے المعیز مل، اس کیلئے خصوصی گزارش ہے۔ جناب سپیکر صاحب! آپ اور بلور صاحب بھی تشریف فرما ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب سے اور اپنے ممبران کے طفیل مطالبہ کرتا ہوں، بہت دکھیا قوم۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: خلیفہ صاحب، بریک کے بعد آپ ادھر بشیر بلور صاحب اور میاں افتخار صاحب کے ساتھ بیٹھیں، اگر وہ اتنی سستی بجلی دے رہے ہیں تو حکومت ضرور اس میں مداخلت کرے گی۔

<u>خلیفہ عبدالقیوم</u>: ٹھیک ہے، بہت مہربانی۔

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں انشاء اللہ ہو جائے گا۔ شکریہ جی۔ جدون صاحب، عنایت اللہ جدون صاحب، مختصر مختصر بولیں کیونکہ نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے جی۔

<u>ایک رکن</u>: ہو گیا۔

<u>جناب عنایت اللہ خان جدون</u>: شکریہ جناب سپیکر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: یہ دو منٹ لیتا ہے ویسے۔

<u>جناب عنایت اللہ خان جدون</u>: جناب سپیکر! میں اپنی بات مختصر کرونگا۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا بجٹ کے سیشن میں، بجٹ میں جو گورنمنٹ کی طرف Proposals آئیں، ان پر بات کرنے کا۔ جناب سپیکر! چونکہ میں کافی دیر سے دیکھ رہا ہوں کہ میرے باقی جو معزز ارکان اسمبلی ہیں، انکی جتنی دلچسپی اس سیشن میں ہے اور بالخصوص حکومتی ارکان کی، ہمارے مشران کی جو دلچسپی ہے تو میں اپنی

بات مختصر کرونگا۔ جناب سپیکر، ہم پچھلے چار سالوں سے اور یہ پانچواں بجٹ ہے ماشاء اللہ اس حکومت کا، ہم ہر دفعہ اس طرح کی بجٹ تقریریں کرتے ہیں اور بجٹ پیش ہوتے ہیں جس پر ہم اپنی بات کرتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ حکومت کو مثبت مشورے دیں اور اپنی جو رائے جس کو ہم اپنے لوگوں کی بہتری کیلئے سمجھتے ہیں، وہ حکومت تک پہنچانے کی کوشش کی ہے، اس پر عمل کرنا نہ کرنا یہ حکومت کا اپنا ایک کام ہوتا ہے۔ یہ بات بھی ہم نے کئی دفعہ سنی، کئی سالوں سے سنتے آرہے ہیں بلکہ ہر دفعہ یہ ہوتا ہے کہ بجٹ الفاظ کا ہیر پھیر ہوتا ہے۔ جناب سپیکر، یقیناً اس دفعہ کا بجٹ جو کچھ میری نظر سے گزرا ہے، وہ تو میں سمجھتا ہوں کہ الفاظ کا ایسا ہیر پھیر ہے جو اس سے پہلے میں نے پچھلے چار بجٹوں میں نہیں دیکھا۔ مجھ سے پہلے اکرم خان درانی صاحب نے تفصیل سے اس پر بات کی، لودھی صاحب نے بھی بجٹ کے ایک ایک پہلو پر بات کی، اگر میں اس طرح سے شروع ہو جاؤں تو میں اس کے ہر ڈیپارٹمنٹ میں سے آپ کو وہ چیز نکال کر دیکھا سکتا ہوں لیکن آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ اگر آپ اس بجٹ کی اے ڈی پی کو دیکھ لیں اور ایجوکیشن کو آپ دیکھ لیں تو جناب سپیکر، جیسا کہ حکومت نے Claim کیا ہے کہ کوئی نئی سکیمیں ہم نہیں لے رہے ہیں اور Ongoing سارے پراجیکٹس ہیں، تو Ongoing projects کے حوالے سے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ Space available نہیں ہے اس لئے ہم نئی سکیمیں نہیں دے پا رہے ہیں لیکن میں حیران ہوں، میں آپ کو ایک چھوٹی سی Example دیتا ہوں کہ Ongoing projects میں ہائیر ایجوکیشن کے حوالے سے بیس کالجز، بیس کالجز کا ذکر Ongoing projects میں کیا گیا ہے جناب سپیکر، جو کہ مئی میں Show کئے گئے ہیں اور ان کی تفصیل اگر آپ دیکھیں، منسٹر صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، یہ چار ارب روپے کے Ongoing projects ہیں، پچھلے ان Ongoing projects پر کوئی Expense نہیں ہوا ہے سر، سارا Zero، Zero، Zero چل رہا ہے۔ جناب سپیکر، ایک سمری کے ذریعے بیس نئے کالجز جن کو Ongoing projects show کرکے بجٹ میں بتایا گیا ہے، ان میں ہماری حق تلفی ہوئی ہے جناب سپیکر، یہ اگر اس ایوان میں منظور کئے جاتے تو شاید ہم بھی اپنے حق کیلئے بولتے، جو ڈیمانڈز ہم نے اپنی بھیجی ہوئی تھیں، اے ڈی پی ڈیمانڈز، جب ہم ان کی بات کرنے جائینگے تو کہا جائے گا کہ کوئی نیا کالج نہیں ہے، اس لئے آپ کی ADP demand honour نہیں کی جا سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ بیس نئے کالجز ہیں لیکن ان کو ایک مہینہ پہلے ایک سمری کے ذریعے پاس کرکے اور اس بجٹ میں Ongoing میں Show کر دیا گیا۔ جناب سپیکر، اسی طرح سے اگر آپ

Throw forward دیکھیں، وہ بھی میری سمجھ سے باہر ہے کہ 667 Ongoing سکیمیں ہیں، نئی 273 ہیں، 940 سکمیں ہیں سر، اے ڈی پی ایلوکیشن ہے 74 بلین، Throw forward ہے 125 ملین۔ پچھلے سال کی جو ہماری تھی، وہ 67 بلین تھی اور اس دفعہ وہ 74 بلین ہوئی جو کہ میرے خیال میں تقریباً Almost سات بلین کا Difference آتا ہے اور جو ہمارا Calculated period ہوتا ہے کسی پراجیکٹ کا، وہ Almost 2 year یا 1.8 year ہوتا ہے لیکن ہماری گورنمنٹ 1.7 بھی اس کو Claim کرتی ہے۔ جناب سپیکر، مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ یہ 125 بلین کس طرح سے پورا کرینگے، وہاں تک کیسے جائینگے، کیا یہ 1.8 year میں ختم کرینگے؟ نہیں کرینگے تو کیا یہ آئندہ تین چار سال چلے گا تو کیسے چلے گا؟ یہ تھوڑا سا میں Confused ہوں، وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں یہاں پر کہ یہ کس طرح سے Throw forward جو ہوگا، اس کو مکمل کرینگے اور یہ کس طرح اس کو Achieve کرینگے؟ میری سمجھ سے باہر ہے۔ جناب سپیکر، سپیشل پیکج جو ایک ارب روپے سے شروع ہوا تھا، اس وقت وہ پانچ ارب روپے تک پہنچ چکا ہے۔ جناب سپیکر، سپیشل پیکج یہ بھی ہماری حق تلفی ہے، یہ ایک ایسا پیکج ہے کہ جس کو چاہو نوازو، جس کو چاہو خوش کردو۔ جناب سپیکر، یہ کوئی جمہوری روایت نہیں ہے، یہ بادشاہی سسٹم جس میں آپ جس کو جتنا نوازنا چاہیں، آپ اس کو اتنا دے سکتے ہیں اور پانچ ارب روپیہ، میری سمجھ سے باہر ہے کہ کوئی Ceiling, I don't know کہ ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ لیکن کوئی بھی اگر پراجیکٹ ہوتا ہے، اس کیلئے DDC ہوتی ہے، DDWP ہوتی ہے، PDWP ہوتی ہے، اس طرح کئی چیزوں سے، مرحلوں سے گزر کر وہ پراجیکٹ منظور ہوتا ہے لیکن سپیشل پیکجز میں لوگوں کو پیسے بانٹ دیئے جاتے ہیں اور ان کا کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر، اس سے باقی ممبران اسمبلی جو ہوتے ہیں، ان کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جناب سپیکر، چونکہ دلچسپی اتنی نہیں ہے میں شارٹ کٹ بات کروں گا، میں وزیر خزانہ صاحب کی دلچسپی کیلئے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ اسی طرح سے جو ہمارے اے ڈی پی پراجیکٹس جن کیلئے ہم سے Promises کئے گئے تھے، مجھے ان میں سے بھی کچھ نظر نہیں آیا۔ چیف منسٹر صاحب جو کہ ایک بڑے آنریبل آدمی ہیں، انہوں نے ہزارہ کے دورے پر ایبٹ آباد بائی پاس کا اعلان کیا تھا کہ ایبٹ آباد کیلئے ایک بائی پاس ہم بنائینگے، جناب سپیکر، مجھے تو ان Proposals میں کہیں بھی ایبٹ آباد بائی پاس کیلئے کوئی پیسہ نہیں رکھا ہوا نظر نہیں آیا، وہ بھی میں وزیر خزانہ صاحب سے چاہوں گا کہ جب وہ اپنی سپیچ کریں تو اس کے اوپر بھی تھوڑا غور کریں اور اس کے اوپر بھی وہ اپنا بتائیں کہ اس کا کیا بنا اور آیا اگر وہ گورنمنٹ نہیں کرنا چاہ

رہی کیونکہ یہ تو آخری بجٹ ہے، اس کے بعد تو کوئی بجٹ نہیں آئے گا اور گورنمنٹ کا اپنا اعلان کردہ ایک پراجیکٹ تھا کہ ایبٹ آباد بائی پاس ضروری ہے، وہ ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر، آخر میں اپنی بات میں مکمل ختم کرنے سے پہلے اتنا عرض کروں گا کہ کچھ دن پہلے تک بلکہ کل رات گئے تک تین چار دن کیلئے پورے پاکستان میں، بالخصوص خیبر پختونخوا میں سی این جی سٹیشنز بند رہے اور اس وجہ سے بند رہے کہ سی این جی پر وفاق نے نیا ٹیکس لگانے کی ٹھان لی جس کی مد میں سی این جی جو تھی، وہ پیٹرول سے بھی مہنگی ہو جاتی اور اس کا جواز یہ دیا جاتا تھا کہ جی آپ ایل پی جی کو Encourage کریں، ایل پی جی جناب سپیکر، ایک ایسی گیس ہے جس کو Import کیا جاتا ہے، Liquid Petroleum Gas، سی این جی ہماری اپنی ایک چیز ہے، ہم خود جس طرح Drill کرکے ایک چیز نکالتے ہیں، اس طرح سے اگر ایل پی جی ہم نے Import کرنی ہے تو پھر پیٹرول اور ڈیزل جو Already ہم Import کر رہے ہیں، تو پھر وہی Import کریں، ایل پی جی Import کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ ایل پی جی کی تو Price بھی Stable نہیں ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے اور اس ایوان کی وساطت سے وفاقی حکومت تک کیونکہ صوبائی حکومت میں بھی وہی لوگ بیٹھے ہیں، وہی پارٹیاں بیٹھی ہیں جو وفاق میں بیٹھی ہوئی ہیں کہ جن کی حکومت ہے، ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ اگر سی این جی کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو اس پاکستان میں مہنگائی کا ایک نیا طوفان کھڑا ہو جائیگا، Already پسے ہوئے لوگ، Already غریب لوگ کیونکہ یہ جو ٹیکس ہے، یہ عین Consumer سے Collect کرنا ہے جناب سپیکر، نہ کہ Owner سے Collect کرنا ہے، اس کا اثر عین Consumer پر پڑے گا اور لوگ اور پس جائینگے۔ جناب سپیکر، میں آخر میں آپ کا مشکور و ممنون ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب میری گزارشات کا جواب اپنی تقریر میں دینگے۔ بہت بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔ کل کیلئے آپ سے گزارش ہے کہ ٹھیک ٹائم پر آجائیں تاکہ پرائم ٹائم، جو پانچ بجے شروع ہوتا ہے، پر شروع ہو تو سارے معزز اراکین کو موقع ملے گا۔ The Sitting is adjourned till 05:00 pm of tomorrow afternoon, thank you.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 12 جون 2012ء بعداز دوپہر پانچ بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)